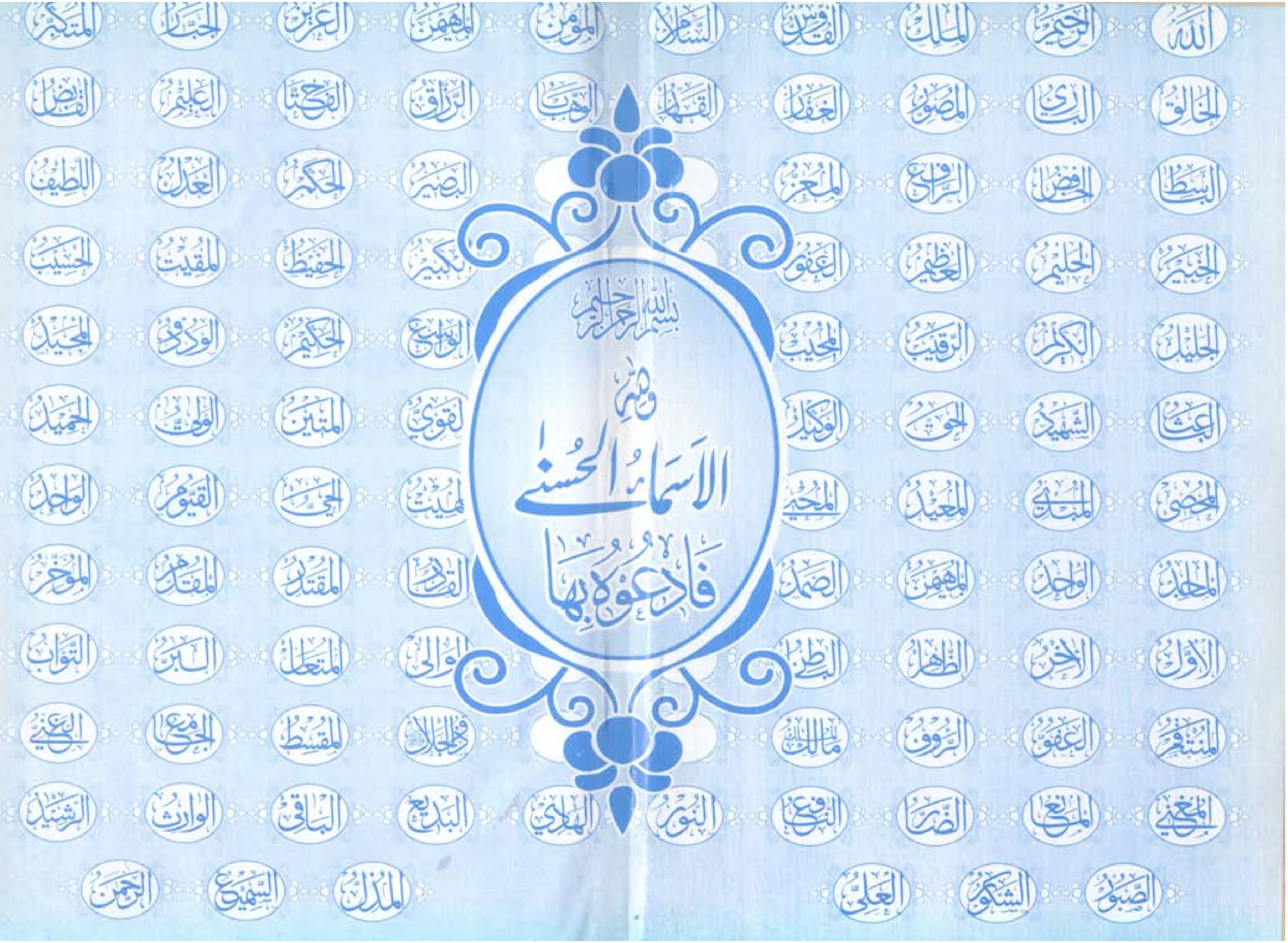
مؤلف

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی امرتسری رح

تعلیم الصلوٰۃ

ہدیہ منجانب: بلال گروپ آف انڈسٹریز لاہور۔ کراچی


بسم اللہ الرحمن الرحیم
وللہ
الاسماء الحسنیٰ
فادعوہ بہا

حرفِ مُدعا

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے بلال گروپ آف انڈسٹریز کے مالکان کو یہ توفیق دی کہ وہ دین حنیف کی تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کیلئے ایسی جامع کتب صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے شائع کر رہے ہیں جنکی اہمیت وافادیت مسلمہ ہے۔ اور ان سے صاحب ذوق مسلمان استفادہ کر رہے ہیں۔

اس کتاب کی افادیت کا تقاضا ہے کہ یہ ہر مسلمان مرد وعورت کے ہاتھ میں پہنچے۔ تاکہ وہ اسکی رہنمائی میں سیدھی راہ پر چل کر فلاح دارین پالے۔

اس کتاب سے مستفیض ہونے والے حضرات سے درخواست ہے

کہ وہ بلال گروپ آف انڈسٹریز کے مالکان

بلال احمد ملک، محترمہ تاج بیگم ملک مرحومہ، افتخار احمد ملک، سرفراز احمد ملک، الیاس احمد ملک، وقار احمد ملک اور مسز عائشہ انور بیگ کے تمام اعمالِ صالحہ کی قبولیت اور انکی تمام لغزشوں وخطاؤں کی بخشش اور دنیا وآخرت کی بھلائی کیلئے دُعا کریں۔

ھدیہ منجانب: **بلال گروپ آف انڈسٹریز**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ

تعلیم الصلوٰۃ

مجتہد العصر حضرت العلام
حافظ محمد عبد اللہ محدث امرتسری روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مکتبہ تنظیم اہلحدیث
جامع قدس اہلحدیث، چوک دالگراں، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

تعلیم الصلوٰۃ

مجتہد العصر حضرت العلام
حافظ محمد عبداللہ محدث امرتسری روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مکتبہ تنظیم اہلحدیث
جامع قدس اہلحدیث، چوک دالگراں، لاہور

ضروری عرض

تعلیم الصلوٰۃ شیخ الاسلام حضرت العلام مفتی دوراں حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے حضرتؒ کی زندگی میں چار مرتبہ طبع ہوئی۔ کتاب کی اہمیت، افادیت اور صحت مسائل کے لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہی بہت کافی ضمانت ہے میری اہلیہ (عائشہ صدیقہ) اللّٰھم اغفر لہا کی دلی خواہش اور تمنا تھی کہ اپنے والد گرامی کی اس کتاب کی اشاعت ان کے شان شایاں کریں۔ چنانچہ مرحومہ نے اپنی زندگی میں اس کی کتابت کا نہایت اعلیٰ اہتمام کیا مگر مرحومہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ اس دارِ فانی سے رخصت ہو کر راہیٔ ملک بقا ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب میں اُن کی تمنا کی تکمیل کے لیے اس کتاب کی طباعت کروا رہا ہوں۔ یہ کتاب نماز کے متعلق تمام مسائل کا مجموعہ ہے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب [illegible] سے بھی زیادہ پذیرائی بخشیں گے اور مرحومہ کے لیے صدقہ جاریہ کے طور پر قبول فرمائیں گے۔

حافظ عبدالقادر روپڑی
جامعہ اہل حدیث۔ لاہور

252.2

ناشر: مکتبہ تنظیم اہلحدیث
جامع قدس اہلحدیث، چوک دالگراں۔ لاہور
فون: ۷۶۵۹۸۴ - ۷۶۵۶۷۳۰ (۰۴۲)
طبع: چہارم ۱۹۹۵ء

[redacted]

مطبع: البلاغ پریس ○ ۱۹ چیمبرلین روڈ۔ لاہور
فون: ۷۶۵۷۸۵۹ — ۷۶۶۵۴۱۹

حرفِ اوّل

تعلیم الصّلوٰۃ کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ دو قیامِ پاکستان سے پہلے تیسرا قیامِ پاکستان کے بعد شائع ہُوا حضرت العلّام محدّث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل کے پیکر، محقق اور مجتہد ہونے کی وجہ سے علمِ تفسیر اور حدیث میں ایک روشن مینار تھے۔ آپ نے علم و تحقیق کی روشنی میں کتاب وسُنّت سے ایک جامع مگر مختصر کتاب جو کہ جامعیت کے لحاظ سے ہر جہت اور ہر انداز سے نماز کے تمام مسائل پر مشتمل تصنیف کی جس میں تمام مسائل کے مآخذ کتب احادیث صحیحہ ہیں جنکے مُستند ہونے میں کسی شک وشُبہ کی گنجائش نہیں۔

یہ کتاب محتاجِ تعارف نہیں۔ اس کے مطالعہ سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ یہ بچوں، اور بڑوں کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔ اس کی مقبولیت کی بیّن دلیل یہ ہے کہ اس کتاب کے تمام ایڈیشن نہایت قلیل عرصہ میں ختم ہو گئے۔ اس کے بعد اس کتاب کی بہت مانگ رہی۔ اس کی دوبارہ اشاعت کے لیے ہمشیرہ محترمہ عائشہ صدیقہ غفر اللہ لہا اہلیہ مولٰنا حافظ عبد القادر روپڑی نے بڑے ذوق وشوق سے کتابت کروا کر اس کو جلد از جلد شائع کروانے کی کوشش کی لیکن اس نیک ارادے کی تکمیل سے پہلے وہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ اِنّا لِلّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

اب خُدائے بزرگ و برتر کے فضل وکرم سے اس کا چوتھا ایڈیشن دونوں حصّوں کو یکجا کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اُمید ہے اس کتاب سے مستفید ہونے والے احباب حافظ محدّث روپڑیؒ اور اس کتاب کو شائع کرانے والے معاونین بالخصوص ہمشیرہ محترمہؒ کو بھی اپنی خاص دعاؤں میں شامل رکھیں گے۔

حافظ محمد جاوید روپڑی
بن محدّث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ
فروری ۱۹۹۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماخذ رسالہ ہذا

اِس کتاب کے مسائل جن کُتبِ احادیث سے لیے گئے ہیں، اُن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

صحاح ستہ، مسند امام احمد، مؤطا امام مالک، بیہقی، طبرانی، دارقطنی، شافعی، شروح ستہ، مشکوٰۃ، الرحمۃ المہداۃ فصل رابع مشکوٰۃ، نواب صدیق حسن خان صاحب، ترغیب و ترہیب منذری، بلوغ المرام مع سبل السلام، فتح الباری، تلخیص الحبیر، مجمع الزوائد، مغنی ابنِ قدامہ وغیرہ۔

نوٹ: حوالجات میں اکثر اختصار کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ نایاب مسائل میں تو اکثر ہر مسئلہ کے ساتھ نام کتاب لکھ دیا ہے۔ اور عام مسائل میں ہر مسئلہ کے ساتھ کتاب کا نام نہیں لکھا۔ اگر کسی صاحب کو اصل کتاب سے مسئلہ دیکھنے کی ضرورت ہو تو انہی کتب (مذکورہ بالا) کو دیکھیں مسئلہ مل جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

نوٹ: اِس رسالہ کا اہم مقصد چونکہ عورتوں، بچّوں اور عوام کو مسائلِ نماز سکھانا ہے اِس لیے عربی عبارات مع ترجمہ لکھی گئی ہیں اور ان پر اعراب بھی لگا دیئے ہیں تاکہ یہ کتاب گھر بیٹھے معلّم کا کام دے اور اِدھر اُدھر کی محتاجی نہ رہے۔

اُمید ہے کہ احباب میری اس محنت کی قدر کرتے ہُوئے اپنی خاص دعاؤں میں مجھے بھی شامل رکھیں گے۔ واللہ الموافق۔

عبدُ اللہ امرتسری روپڑی

ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز کی اہمیت

عموماً لوگ نماز میں سستی کرتے ہیں اور اکثر دُنیا اس فرض سے غافل ہے۔ گاؤں کے گاؤں اور محلوں کے محلے اس کے تارک ہیں۔ بہت جگہ مسجدیں ہی نہیں۔ اور جہاں مسجدیں ہیں وہاں اذان جماعت نہیں۔ حالانکہ نماز اسلام کے پانچ ارکان میں ایک بہت بڑا رکن ہے۔ دیدہ دانستہ اس کا تارک کافر ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تارکِ نماز قتل کیا جائے۔ امام ابُوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سزا حبسِ دوام (عمر قید) ہے۔ شاہ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں[1] نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے نہ اہلِ اسلام کی قبروں میں اُسے دفن کیا جائے۔ حدیث میں ہے سب اعمال سے پہلے قیامت کے دن نماز کا حساب ہوگا جس کی نماز ٹھیک نہ ہوئی اس کا کوئی عمل ٹھیک نہیں ؎

روزِ محشر کہ جان گداز بود　　　اوّلیں پرسشِ نماز بود

نیز حدیث میں ہے تارکِ نماز کا حشر قیامت کے دن فرعون، ہامان، اُبَی بن خلف اور قارون کے ساتھ ہوگا۔

فضائلِ نماز

نماز کی فضیلت قرآن و حدیث میں بہت آئی ہے تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

---

[1] غنیۃ الطالبین ملاحظہ ہو۔ ۱۲

منجملہ ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نماز قیامت کے دن نور ہے اور نجات کا زبردست ذریعہ ہے۔ نماز سے بندہ کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جیسے (موسم خزاں میں) خشک درخت کے پتے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو۲ رکعت نماز توجہ سے پڑھے، وہ گناہ سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔

نماز پڑھنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو اور پانچ وقت اس میں غسل کرے، جیسے اس کے بدن پر میل نہیں رہتی اسی طرح (عاجزی سے دل لگا کر) نماز پڑھنے والا گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔

ہر نماز کے وقت ایک فرشتہ آواز دیتا ہے، اے بنی آدم اٹھو اور (گناہوں کی) آگ کو نماز کے ساتھ بجھاؤ۔

بندہ جب وضو کر کے نماز کو جاتا ہے تو اس کو ہر قدم کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور جب تک نماز میں رہتا ہے فرشتے اس کے لیے بخشش اور رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

سجدہ میں خدا کی طرف قرب زیادہ ہوتا ہے۔ سجدہ میں دعا بہت کرو کیونکہ اس حالت میں دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے نماز برے اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے (مگر جب نماز دل لگا کر خشوع اور خضوع کے ساتھ پڑھی جائے)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ فرمایا اس قبر والے کو تمہاری دنیا سے جو باقی رہ گئی ہے دو۲ رکعتیں زیادہ پیاری ہیں۔ جو لوگ دنیا کی خاطر نماز سے غفلت کرتے ہیں وہ اس حدیث پر غور کریں۔ کہ آخر وہ کس چیز کی حسرت لے کر دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کے

دلوں میں نماز کی محبت پیدا کرے تاکہ دُنیا کے کاموں کی خاطر نماز میں کوتاہی نہ کریں۔ آمین

نماز کے شرائط و احکام

ہر عمل کے لیے ایک طریقہ ہے۔ اگر اس طریق پر وہ ادا نہ ہو تو محنت رائیگاں جاتی ہے اور اس سے کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ ہنڈیا اور روٹی پکانی ہو تو اس کے سیکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ نماز تو ایک بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ اس کے لیے بہت سے شرائط و فرائض اور متعلقات ہیں۔ اگر ان کا لحاظ نہ رکھا جائے تو سرے سے ادا ہی نہیں ہوتی یا ناقص ہوتی ہے۔

استقبالِ قبلہ وغیرہ نماز کے لیے استقبالِ قبلہ شرط ہے۔ ہاں اگر جنگل میں قبلہ کا پتہ نہ لگے[1] تو جس طرف قبلہ کی جانب کا زیادہ خیال ہو اس طرف نماز پڑھ لے۔ اسی طرح سواری پر نفل پڑھنے ہوں تو نماز کی نیّت باندھنے کے وقت استقبالِ قبلہ کافی ہے پھر خواہ رہے یا نہ رہے۔ اسی طرح سترِ عورت شرط ہے یعنی ناف سے گھٹنوں تک مرد کے لیے اور عورت کے لیے سارا وجود منہ ہاتھ کے سوا پُشتِ پاؤں تک ڈھانکنا ضروری ہے۔ نیز اگر کپڑا زیادہ ہو تو مرد کے لیے کندھے بھی ڈھانکنا ضروری ہیں۔ سر ڈھانکنا ضروری نہیں بہتر ہے۔ نیز نماز میں اس طرح بُکل مارنا منع ہے کہ ہاتھ باہر نکالنے مشکل ہوں۔ اس طرح کی بُکل مارنے کو اشتمال صمّا کہتے ہیں۔ پاجامہ کے پائینچے چڑھانا۔ آستینیں چڑھانا

---

[1] حضرت جابرؓ کہتے ہیں ایک دفعہ ہم سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ بادل کی وجہ سے قبلہ کو نہ پہچان سکے۔ ہر شخص نے جدھر خیال آیا نماز پڑھ لی بعض نے ادھر لکیر بھی کھینچ دی لیکن سورج نکلنے کے بعد معلوم ہُوا کہ کسی کی نماز بھی قبلہ کی طرف نہیں ہُوئی۔ ہم نے آپؐ سے پُوچھا تو آپؐ نے ہمیں دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا اور فرمایا تمہاری نماز ہو گئی ہے۔ (دارقطنی۔ بحوالہ تفسیر ابنِ کثیر۔ ص ۱۵۹۔ جلد ۱)

کُرتہ کا دائرہ اکٹھا کر کے تہ بند کی ڈب میں یا پاجامہ کے نیفہ میں دینا۔ تہ بند کے نیچے لنگوٹی باندھنا یا عورت کا اپنے جُوڑہ (چُٹیا) کو اکٹھا کر کے باندھنا، اِس قسم کی سب صُورتیں منع ہیں۔ اِسی طرح کپڑے کا لٹکانا بھی منع ہے یعنی کندھوں یا سر پر کپڑا ڈال کر اس کو دو طرف لٹکا ہُوا چھوڑ دینا منع ہے۔

نماز کی شرائط سے ایک اہم شرط طہارت ہے۔ طہارت دو طرح کی ہے ظاہری اور حکمی۔ ظاہری یہ ہے کہ ظاہری[1] نجاسات سے بدن اور کپڑا اور نماز کی جگہ پاک ہو مثلاً پاخانہ پیشاب وغیرہ یہ ظاہری نجاست ہے۔

حکمی نجاست یہ ہے کہ جُنبی ہونا، بے وضو ہونا۔ عورت کا حیض والی ہونا وغیرہ۔

پانی کی طہارت پانی کو خُدا تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہے۔ یہ دو طرح سے نجس ہوتا ہے:

نمبر۱۔ نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ یا بُو یا مزا بدل جائے تو وہ پلید ہو جاتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت۔

نمبر۲۔ اندازاً پانچ مشک سے اس کی مقدار کم ہو تو نجاست پڑنے سے پلید ہو جاتا ہے خواہ رنگ، بُو، مزہ بدلے یا نہ۔

کنوئیں کا حکم کنوئیں کا پانی نجاست کے پڑنے سے پلید نہیں ہوتا جب تک نجاست سے اس کا رنگ یا بُو یا مزا نہ بدلے۔ کیونکہ اس کی مقدار پانچ مشک سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔

پانی میں پاک شئے پڑنے کا حکم

پانی میں پاک شئے پڑنے سے بعض دفعہ اس کا نام اور ہو جاتا ہے مثلاً شربت

---

[1] ظاہری کو حسّی بھی کہتے ہیں ۱۲

یا عرق یا لسی وغیرہ۔ تو اس سے وضو اور غسل نہیں ہو گا۔ ہاں اگر پانی کا نام نہ بدلے جیسے کنوئیں میں پتے گرنے سے رنگ، بُو، مزا بدل جاتا ہے مگر اس کا نام پانی ہی رہتا ہے، دُوسرا نام اس پر نہیں بولا جاتا، اس لیے اس سے وضو، غسل وغیرہ بالاتفاق درست ہے۔

کون کون سی اشیاء نجاست ہیں

انسان اور غیر ماکول اللحم کا پاخانہ، پیشاب، کُتے کا لعاب نیز خُون حیض، گوشت خنزیر وغیرہ یہ چیزیں نجس ہیں۔ شیر، چیتا وغیرہ بھی کُتے کے حکم میں ہیں۔ البتہ بلی کا جُوٹھا پاک ہے۔

نجس شُدہ چیز کو پاک کرنے کا طریق

نجس شُدہ شئے دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ جب کہ اس طرح سے دھوئی جائے کہ اس پر نجاست کا اثر (رنگ، بُو، مزا) نہ رہے۔ جس برتن میں کُتا منہ ڈال جائے اُس کو ایک دفعہ مٹی سے مانجے اور سات بار پانی سے دھوئے۔ جُوتا زمین پر ملنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ دُودھ پیتے لڑکے کا پیشاب دھونے کی ضرورت نہیں صرف چھینٹے دینے کافی ہیں۔ منی[1] اگر خشک ہو جائے تو اس کا کھرچنا کافی ہے۔ اگر تر ہو تو دھولے۔ مذی نکلے تو شرمگاہ کو دھولے اور جہاں کپڑے کو لگے۔ پانی چھڑک لے۔ مردار کا چمڑہ دباغت

---

[1] منی وہ سفید پانی ہے جو ٹپک کر نکلتا ہے اور نکلنے کے بعد کمزوری ہو جاتی ہے۔ اور مذی وہ لیسدار پانی ہے جو ہشیاری کے وقت منی سے پہلے نکلتا ہے اور بعض کی قوت باہ کمزور ہوتی ہے تو پیشاب کے بعد اور کبھی پہلے منی کی شکل کا پانی نکلتا ہے اس کو ودی کہتے ہیں۔ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ جہاں لگے، وہ جگہ دھولے۔ ۱۲

دینے سے پاک ہوجاتا ہے۔ جو شئے دھوئی نہ جاسکے اس پر پانی بہانا کافی ہے جیسے زمین وغیرہ۔ کنواں اتنا پانی نکالنے سے پاک ہوجاتا ہے جس سے نجاست کا اثر (رنگ۔ بو۔ مزا) نہ رہے۔

قضائے حاجت کا طریقہ بیٹھنے کے وقت زمین سے قریب ہو کر کپڑا اُٹھانا چاہیے۔ قضائے حاجت کے وقت باتیں کرنا اور ذکر کرنا منع ہے۔ عزت والی شئے مثلاً قرآن مجید وغیرہ پاس نہ رکھے۔ راستہ میں یا سایہ میں جن سے لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں قضائے حاجت نہ کرے۔ گھاٹ پر جہاں لوگ پانی لیتے ہوں پاخانہ نہ پھرے۔ قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے سے پرہیز رکھے۔ ہاں اگر آگے پیچھے پردہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ استنجاء کے لیے تین ڈھیلے مسنون ہیں۔ اگر بڑا ڈھیلہ تین طرف والا ہو تو وہ بھی کافی ہے اگر تین ڈھیلوں سے زیادہ کی ضرورت ہو تو زیادہ میں بھی کوئی حرج نہیں مگر طاق لینے چاہئیں مثلاً پانچ یا سات وغیرہ۔ اگر ڈھیلوں کے بعد پانی کا بھی استعمال کرے تو اور اچھا ہے۔ اگر ڈھیلوں کے بعد پانی کا استعمال نہ کرے یا ڈھیلوں کا استعمال نہ کرے صرف پانی پر کفایت کرے تو بھی جائز ہے مگر صرف ڈھیلوں پر کفایت کرنے سے صرف پانی پر کفایت کرنا بہتر ہے، کیونکہ پانی میں صفائی زیادہ ہے۔ استنجاء بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے نہ کہ دائیں ہاتھ سے۔

جب ٹٹی میں داخل ہونے لگے یا جنگل میں پاخانہ بیٹھنے کا ارادہ کرے تو مندرجہ ذیل دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

ترجمہ: "اے اللہ! بیشک میں خبیث جنّوں اور جنّیوں سے تیرے ساتھ

پناہ پکڑتا ہوں۔"

جب قضائے حاجت سے فارغ ہو تو یہ دُعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ غُفْرَانَكَ۔

ترجمہ: "سب تعریف خدا کے لیے جس نے مُجھ سے تکلیف اور نجاست کی شئے دُور کر دی اور مجھے عافیت بخشی۔ اے اللہ! تُجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ (اے اللہ! میں اس نعمت کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ (اس لیے میں تُجھ سے بخشش مانگتا ہوں)۔

وضُو کی فضیلت اور اس کا طریقہ

حدیث میں ہے کہ وضُو کرتے وقت ہر عضو کے گناہ اِس کے دھوتے ہی آخری قطرہ کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ یہاں تک گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا مسجد کی طرف جانا اور نماز پڑھنا نفع میں ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جب اِنسان اچھّی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف جائے تو وہ تشبیک نہ کرے یعنی ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں داخل نہ کرے کیونکہ وہ نماز میں ہے۔ گویا وضو کی اتنی فضیلت ہے کہ خارج نماز کا وقت بھی نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔

وضو کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھے خواہ پُوری یا صرف بسم اللہ۔ پھر گٹوں تک ہاتھ دھوئے۔ پھر تین دفعہ کُلی کرے۔ اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈالے۔ ہر تین مرتبہ میں ایک ہی چلّو لے کر آدھا آدھا مُنہ میں ڈالے اور آدھا ناک میں، یا منہ کے لیے الگ چلّو لے اور ناک کے لیے الگ[1]۔ ہر مرتبہ میں بائیں ہاتھ سے ناک کو سنکے پھر منہ دھوئے۔

---

[1] مگر پہلی صُورت دُوسری سے افضل ہے۔

ڈاڑھی کا خلال سُنّت ہے یعنی پانی کا چلّو لے کر ہاتھوں کی اُنگلیاں ڈاڑھی کے بالوں میں داخل کر کے ملے تاکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے۔ اور اچھی طرح تر ہو جائیں۔ آنکھوں کے گوشوں کو بھی مَلے۔ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، پھر سارے سر کا مسح کرے۔ پیشانی پر دونوں ہاتھ رکھ کر گُدّی تک لے جائے پھر گدی سے پیشانی تک واپس لائے۔ پھر دونوں ہاتھ کی شہادت کی انگلی جو انگوٹھے کے مُتصل ہے جس کو عربی میں سبّابہ یا سبّاحہ کہتے ہیں، دونوں کانوں کے سوراخ میں رکھ کر کان کے اندر مسح کرے اور انگوٹھوں کو کانوں کی پُشت پر پھیرے۔ اگر صرف پیشانی پر مسح کر کے باقی پگڑی پر کرے تو بھی کافی ہے[۲] گردن کا مروجہ مسح[۱] ثابت نہیں۔ سر کے مسح کے بعد ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے۔ ہاتھ کی چھنگلی (چھوٹی انگلی) سے پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرے۔ اگر موزے ہوں تو پاؤں پر بھی مسح کرے۔ جرابیں اگر موٹی ہوں جن پر مسح کے وقت انگلیوں کا پانی اندر نہ جائے، ان کا حکم بھی موزوں کا ہے، ورنہ ان پر مسح کرنے سے احتیاط کرے۔ فرض کے بارے میں اختلاف اور شُبہ سے نکل جانا مُناسب ہے۔

ہر عضو کو تین دفعہ دھونا مسنُون ہے۔ اگر ایک یا دو پر کفایت کرے تو بھی درست ہے۔ وضو کرتے وقت دایاں عضو پہلے دھوئے اور بایاں پیچھے۔ وضو میں مسواک سُنّت ہے۔ عموماً لوگ مسواک میں کوتاہی کرتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں آیا ہے جو شخص مسواک کر کے نماز پڑھے اس کو ستّر نمازوں کا ثواب ہے۔ اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم مسواک کا بڑا اہتمام

---

[۱] وہ یہ ہے کہ سر کے مسح کے بعد دونوں ہاتھ اُلٹے کر کے گردن کے دونوں جانب پھیرتے ہیں۔ ۱۲

[۲] صرف پگڑی پر بھی مسح کافی ہے لیکن پھر پگڑی سر پر رہے۔ اگر اُتار دی جائے تو مسح ٹوٹ جائے گا اور وضو نئے سرے سے کرنا پڑے گا۔ ۱۲

کرتے تھے۔ جیسے منشی کان پر قلم رکھ لیتا ہے اس طرح وہ مسواک کو کان پر رکھتے تھوڑی سی سستی سے اتنا بڑا ثواب ضائع کر دینا مسلمان کی شان سے بعید ہے۔ برش وغیرہ بھی مسواک کا کام دے سکتا ہے لیکن اصل سنت طریق مسواک ہی ہے۔

وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر مندرجہ ذیل دعا پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ	"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَـهٗ وَاَشْهَدُ	نہیں۔ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُـهٗ	گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ	بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اے اللہ! مجھ کو
اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○	توبہ کرنے والوں سے کر اور پاکی طلب کرنے والوں سے کر۔

حدیث میں ہے جو شخص وضو کر کے یہ دعا پڑھے، اس کے لیے آٹھوں دروازے جنت کے کھولے جاتے ہیں۔ وضو کا باقی بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے۔

وضو توڑنے والی اشیاء

پاخانہ، پیشاب کی راہ سے کسی چیز کا نکلنا۔ خواہ ہوا ہو یا کوئی اور چیز ہو، وضو کو توڑ دیتا ہے۔ لیٹے ہوئے نیند آجائے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس حالت میں نیند آجائے تو وضو کر لینے میں احتیاط ہے۔ اسی طرح اونٹ کا گوشت کھانے یا قے کرنے یا نکسیر پھوٹنے یا شہوت کے ساتھ شرمگاہ یا عورت کو چھونے سے بھی وضو کر لینے میں احتیاط ہے۔ شرمگاہ دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔[1]

---

[1] وضو کرنے کے بعد شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ صرف احتیاط ہی کافی نہیں۔

غسل کب واجب ہوتا ہے

شہوت کے ساتھ منی نِکلنا۔ خواہ کسی عورت وغیرہ کا خیال کرنے سے ہی نکلے غسل کو واجب کر دیتا ہے۔ اور ہم بستری کے وقت جب ختنہ کی جگہ غائب ہو جائے تو منی نکلے بغیر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے۔ احتلام سے بھی غُسل واجب ہو جاتا ہے، مگر اس کے لیے شرط ہے کہ جب جاگے تو کپڑے میں تری معلوم ہو۔ حیض، نفاس سے فراغت کے وقت، اسلام لانے کے وقت اور مرنے کے ساتھ بھی غُسل واجب ہے، مگر شہدا۔ اس سے مستثنےٰ ہیں۔ نمازِ جُمعہ، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، احرام باندھنے کے وقت اور مکّہ مکرّمہ میں داخل ہونے کے وقت غسل مسنُون ہے۔ اِسی طرح جو شخص میّت کو غسل دے یا سِنگی لگوائے یا بیوی سے ایک دفعہ ہم بستری کر کے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ ہم بستری کرنا چاہے تو اس کے لیے بھی غسل مسنُون ہے۔ دوبارہ ہم بستری کرنے والا استنجا۔ کی جگہ دھو کر وضو کر کے ہم بستری کر لے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اگر جنابت کی حالت میں سونا چاہے یا کُچھ کھانا چاہے، تو بھی وضو کافی ہے۔

غسل کا طریقہ

پہلے ہاتھ دھوئے۔ پھر بائیں ہاتھ سے استنجا کرے اور شرمگاہ کے آس پاس کی جگہ دھوئے۔ پھر اس ہاتھ کو زمین پر مَل کر یا ویسے مٹّی لگا کر دھوئے۔ صابن بھی مٹّی کی جگہ کافی ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد مندرجۂ بالا طریق پر وضو کرے۔ صرف پاؤں چھوڑ دے کیونکہ وہ غسل سے فارغ ہو کر دھونے مسنُون ہیں۔ پھر سَر پر پانی ڈالے۔ عورت کو غسلِ جنابت میں میڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں، صِرف تین چُلّو ڈبک، ڈال لینے، جِن سے بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں، کافی ہیں۔ ہاں حیض نفاس کے غُسل میں سَر کھولنا چاہیے۔ سَر سے فارغ ہو کر باقی جسم پر پانی ڈالے

پھر پاؤں دھوئے۔ غسل میں بھی وضو کی طرح دایاں عضو پہلے دھوئے۔

تیمّم کا طریقہ جب پانی نہ ملے یا پانی کا استعمال نہ کر سکے یا بیماری کے باعث پانی کے استعمال سے کسی قسم کا خطرہ ہو تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم ہی کافی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے: دونوں ہاتھ زمین پر مارے ورنہ کسی اور چیز پر مارے جس پر مٹی یا گرد و غبار ہو۔ پھر دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں مل کر پھونکے تاکہ ہتھیلیوں پر زیادہ گرد و غبار نہ رہے۔ پھر دونوں ہتھیلیوں کو منہ پر پھر ہاتھوں پر گٹوں تک ملے۔ یہ تیمم کی اصل صورت ہے اور اگر ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مار کر منہ پر مل لے اور دوسری دفعہ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں تک مل لے تو یہ بھی جائز ہے۔ جن اشیاء سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان اشیاء سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر پانی مل جائے اور اس کو استعمال کر سکے، تو اس سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

حیض کا حکم حیض کی اقل مدت حنفیہ کے نزدیک تین دن ہے اور اکثر مدت دس دن ہے۔ شافعیہ کے نزدیک اقل مدت ایک دن ایک رات ہے اور اکثر پندرہ دن ہے۔ دونوں طرف ضعیف روایتیں ہیں۔ اس بارے میں صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی۔ صحیح حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ عموماً ہر ماہ میں حیض چھ دن یا سات دن رہتا ہے۔ اور اگر کسی عارضہ سے خون زیادہ آنا شروع ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ جتنے دن اس کو پہلے حیض آیا کرتا تھا اتنے دن حیض کے سمجھے، خواہ چھ سات دن سے زیادہ ہوں یا کم اور ان میں نماز نہ پڑھے اور باقی دنوں میں نماز پڑھے کیونکہ وہ خون حیض کا نہیں بلکہ اس کو استحاضہ کہتے ہیں جو نماز سے نہیں روکتا اور اس خون کی حالت میں خاوند بھی عورت کے پاس آ سکتا ہے۔ اگر عورت کو پہلے حیض نہیں

آیا، بلکہ بالغ ہوتے ہی جب خُون شروع ہُوا تو برابر شروع رہا اور چھ سات دن سے بڑھ گیا، تو اگر عورت ہوشیار ہو جو حیض کا خُون دُوسرے خُون سے تمیز کر سکتی ہو (کیونکہ حیض کا خُون سیاہی مائل ہوتا ہے) تو وہ اپنی تمیز کے موافق عملدرآمد کرے۔ یعنی خُون سیاہ کے دن حیض کے سمجھے اور باقی استحاضہ کے۔ اور اگر عورت اتنی سمجھ والی نہ ہو جو حیض کے خُون کا دُوسرے خُون سے امتیاز کر سکے تو پھر عام دستور کے مطابق چھ سات دن حیض مقرر کرے اور ان دنوں میں نماز چھوڑ دے اور باقی دِنوں میں نماز پڑھے اور ان دِنوں میں خاوند کو ہم بستری کرنے کی بھی اجازت ہے۔

حیض والی کو نماز معاف ہے روزوں کی قضائی دے۔ حیض میں صحبت بھی حرام ہے یہاں تک کہ عورت حیض سے پاک ہو کر غسل کرلے۔ نفاس کا حکم بھی حیض ہی کا ہے البتہ اس کی مُدّت زیادہ ہے۔ حد اس کی چالیس دن ہے اگر چالیس دن کے اندر بند ہو جائے، تو عورت اپنے آپ کو پاک سمجھے خواہ ایک دن یا ایک رات ہو۔ سوا مہینہ کوئی شرط نہیں جیسے آج کل عوام کا خیال ہے۔

اوقاتِ نماز

ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر ایک مثل (ہر شے کا سایہ اس کے برابر ہو جانے) تک ہے۔ دوپہر کا سایہ مثل میں داخل نہیں۔ عصر کا وقت ایک مثل پُوری ہونے کے بعد جب تک دھوپ زرد نہ ہو۔ دھوپ زرد ہونے کے بعد جو نماز پڑھے گا اس کی نماز ناقص ہوگی۔ مغرب کا وقت آفتاب غروب ہونے سے سُرخی غروب ہونے تک ہے۔ عشاء کا وقت سُرخی غروب ہونے کے بعد آدھی رات تک ہے۔ فجر کا وقت

پو پھٹنے سے طلوعِ آفتاب تک ہے۔ جو شخص سو جائے یا بھول جائے، جب جاگے یا یاد آئے وہی اس کا وقت ہے خواہ طلوع و غروب کا وقت ہو۔ اور جس شخص سے کسی عُذر کی بنار پر فجر یا عصر مؤخر ہوگئی اور طلوع یا غروب سے پہلے اس نے ایک رکعت پالی، تو اُس کی ساری نماز وقت پر ادا ہُوئی وہ اپنی نماز پُوری پڑھ لے۔ بیماری، سفر، بارش یا اسی قسم کا کوئی اور معقول عُذر ہو تو جمع بھی جائز ہے۔

جمع دو طرح کی ہے۔ پچھلی نماز کو پہلی کے وقت میں پڑھنا جمع تقدیم ہے۔ اور پہلی کو پچھلی نماز کے وقت میں پڑھنا جمع تاخیر ہے۔ سفر میں دونوں طرح کی جمع درست ہے۔ جب ظہر یا مغرب کا وقت ہو جائے اور اس وقت کُوچ کرنے کا ارادہ ہو تو عصر کو ظہر کے ساتھ اور عشار کو مغرب کے ساتھ جمع کر سکتا ہے۔ اور اگر ظہر یا مغرب کا وقت ابھی نہیں ہُوا اور کُوچ کا ارادہ ہو گیا تو ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشار کے ساتھ جمع کر سکتا ہے۔ سفر کے سوا کسی اور عُذر کے لیے جمع کے متعلق اس طرح کی تفصیل نہیں آئی۔ اس لیے بہتر ہے کہ سفر کے سوا جمع[1] تقدیم نہ کرے کیونکہ پچھلی نماز وقت سے پہلے اس پر واجب ہی نہیں ہُوئی، تو پہلے ادا کرنے کی کیا ضرورت؟ جب وقت ہو گا اس وقت ادا کرنے کی طاقت ہو تو ادا کرے، ورنہ جب طاقت ہو اس وقت ادا کرے۔

ہر نماز اوّل وقت ادا کرنی چاہیے مگر عشار جتنی مؤخّر ہو بہتر ہے بشرطیکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور ظہر گرمیوں میں ذرا ٹھنڈی کر کے پڑھی جائے۔

مکروہ اوقات دوپہر کے وقت، جُمعہ کے دن کے سوا اور نمازِ فجر کے بعد آفتاب بُلند ہونے تک اور نمازِ عصر کے بعد آفتاب غروب ہونے

---

[1] اگرچہ بارش میں گھروں سے آنے والوں کی تکلیف کی بنار پر جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ ۱۲۔

تک سب جگہ نماز منع ہے۔ ہاں مکہ میں ہر وقت درست ہے اور سببی نماز، جو کسی سبب سے رہ جائے وہ بھی ہر وقت درست ہے۔ جیسے فجر کی سُنتیں جماعت میں شامل ہونے کے سبب چھُوٹ جائیں تو جماعت سے فراغت کے بعد پڑھ لے۔ اِسی طرح پو پھٹنے کے بعد نمازِ فجر سے پہلے سُنّتِ فجر کے سوا کوئی نماز نہیں مگر سببی نماز جائز ہے مثلاً وتر رہ گئے ہوں تو پڑھ لے۔ اِسی طرح فرض نمازوں کی قضا کا حُکم ہے۔

اذان

نماز کے لیے اذان مَشرُوع ہے یہاں تک کہ اگر جنگل میں اکیلا اذان دے کر نماز پڑھے تو اس کے ساتھ کراماً کاتبین اور ان کے علاوہ خُدا کی بہت بڑی فوج جس کو وہ نہیں دیکھتا، اس کے ساتھ نماز پڑھتی ہے۔

اذان کے فضائل میں احادیث بہت ہیں منجملہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں اگر لوگوں کو اذان کے ثواب کا علم ہوتا اور ویسے موقع نہ مِلتا تو قرعہ ڈال کر اذان دیتے۔

مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچے وہاں تک اس کے لیے بخشش پھیل جاتی ہے، ہر خشک اور تر چیز جو اس کی آواز کو سُنتی ہے، بخشش کے لیے دُعا کرتی ہے اور ہر جن و اِنسان اور باقی چیزیں جن کو مؤذن کی آواز پہنچتی ہے قیامت کے دن شہادت دیں گی اور جتنے لوگ اُس کی اذان پر نماز میں شامل ہوتے ہیں ان سب کے برابر مؤذن کو ثواب مِلتا ہے۔ جو سات سال محض ثواب کی نیت سے اذان دے اُس کے لیے آگ سے برأت لکھی جاتی ہے۔ اور جو بارہ سال اذان دے اس کے لیے جنّت واجب

ہو جاتی ہے اور اس کی اذان کے بدلے ہر دن میں ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اذان کی آواز سے شیطان چھتیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے۔ مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے بلند ہوں گی۔ اور حساب سے فارغ ہونے تک مشک کے ڈھیروں پر ہوں گے۔ اوّلین آخرین ان کے مرتبہ کی آرزو کریں گے۔ قیامت کے دن کا ہول اور دہشت ان کو گھبراہٹ میں نہیں ڈالے گی۔ اذان کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں :

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	مَیں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	مَیں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	مَیں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	مَیں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	آؤ نماز کو، آؤ نماز کو
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	آؤ نجات کو ، آؤ نجات کو
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اذان ترجیع کے ساتھ بھی سُنّت ہے۔ ترجیع اسے کہتے ہیں کہ کلمہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو پہلے دو مرتبہ آہستہ آواز سے کہے، پھر بلند آواز سے کہے اور اقامت (تکبیر) کے کلمات بھی یہی ہیں۔ صرف حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ زیادہ کرے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے :

"بے شک نماز قائم ہوگئی" یعنی نماز تیار ہے۔ اقامت کے الفاظ طاق بھی کہنے مسنون ہیں بلکہ جفت کہنے سے بہتر ہیں یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو دو مرتبہ کہے اور باقی ایک ایک مرتبہ۔

فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو مرتبہ زیادہ کرے۔ اگر بارش ہو تو حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد یا اذان کے اخیر میں اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ کہہ سکتے ہیں۔ یعنی گھروں میں نماز پڑھو۔ یہ امر اباحت کے لیے ہے یعنی گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔

مؤذن جب اذان دے تو سننے والے کو چاہیے کہ وہی الفاظ مؤذن کے ساتھ کہتا جائے۔ صرف حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کی جگہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے۔ اس کے یہ معنی ہیں "گناہ سے پھرنا اور نیکی کی طاقت اللہ کی توفیق سے ہے" یعنی میں توفیقِ الٰہی سے نماز میں شامل ہوتا ہوں۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کی جگہ حدیث میں کچھ ذکر نہیں۔ علماء کہتے ہیں صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ کہے۔ یعنی تو نے سچ کہا اور نیک کہا۔

جب مؤذن اذان سے فارغ ہو جائے تو درود شریف پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ	اے اللہ! اے رب!! اس پوری پکار
التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ	(اذان) کے اور نماز قائم رہنے والی کے محمدؐ کو
اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ	وسیلہ (مقام خاص) اور فضیلت دے
وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ	اس کو مقامِ محمود میں اٹھا جس کا تو نے

وَعَدْتَّهٗ ۔	اُس سے وعدہ کیا ہے۔"

جو شخص اس طرح کہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

ایک حدیث میں اذان سُننے کے وقت مُندرجہ ذیل دُعا بھی آئی ہے۔ اس کے پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ	نہیں' اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے
رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ	رسُول ہیں۔ مَیں اللہ کے رب ہونے کے
بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ	ساتھ اور محمدؐ کے رسول ہونے ساتھ اور
بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ○	اسلام کے دین ہونے کے ساتھ راضی ہُوں۔

تنبیہ نمبر ۱: حتی الوسع مؤذن اچھی آواز والا' بُلند آواز والا اور نیک ہونا چاہیے۔ نیز اذان پر اُجرت نہ لے۔

تنبیہ نمبر ۲: اذان اور تکبیر کا درمیانہ وقت دُعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ اذان کے بعد مذکورہ بالا دُعائیں پڑھ کر اپنی حاجت مانگے تو اچھا ہے۔

تنبیہ نمبر ۳: اگر کوئی دُوسرا شخص اقامت کہنا چاہے تو بہتر ہے کہ مؤذن سے اجازت لے کر کہے۔

بے وضو اذان اگرچہ منع نہیں' مگر بہتر یہی ہے کہ باوضو کہے۔ عورت اذان نہ کہے کیونکہ اس کی آواز ستر ہے۔ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا مسنون ہے'

اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہنے کے وقت دائیں جانب اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنے کے وقت بائیں جانب مُنہ پھیرے۔ چھاتی نہ پھیرے۔ اذان قبلہ رُو ہو کر مسجد میں کسی اُونچی جگہ کھڑے ہو کر کہنی چاہیے۔ اذان اور اقامت کے درمیان کم از کم دو رکعت کا وقفہ ہونا چاہیے۔ اذان آہستہ آہستہ کہے اور تکبیر جلدی جلدی۔

نماز میں سُترہ کا حُکم

سُترہ وہ شے ہے جو نمازی نماز کے وقت اپنے آگے کھڑی کرتا ہے تاکہ کسی کے آگے گزرنے سے نماز میں خلل[1] واقع نہ ہو۔ اس کا اندازہ کم از کم ایک ہاتھ کے قدر ہے۔ خواہ سوٹی ہو یا کوئی اور شے۔ کوئی شے نہ ملے۔ تو ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ خط ہی کھینچ لے۔ نمازی کو چاہیے کہ سُترہ کے قریب کھڑا ہو نیز سُترہ عین ناک کی سیدھ پر نہ ہو، بلکہ ذرا سا کنارے (آنکھوں کی سیدھ) پر ہونا چاہیے۔ نماز خواہ مسجد میں پڑھے یا جنگل میں پڑھے کوئی چیز سامنے ضرور کرلے۔ مسجد میں ستون وغیرہ کے سامنے کھڑا ہو جائے۔ جو شخص سُترہ کے اندر سے گزرنا چاہے تو اُسے ہاتھ سے ہٹائے۔ اگر نہ ہٹے تو دھکا دے کر ہٹائے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ آگے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ آگے سے گزرنے کا کتنا گناہ ہے تو چالیس سال ایک جگہ کھڑا رہنا پسند کرتا، مگر آگے سے نہ گزرتا۔ اور ایک روایت میں سو سال بھی ہے۔ اگر پتھر پھینکنے[2] قدر دُور سے گزر جائے تو کوئی حرج نہیں۔

---

[1] ہاں منتقی میں حدیث ہے کہ بیت اللہ شریف میں سُترہ کی معافی ہے کیونکہ وہاں ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ سُترہ رکھنا مشکل ہے۔ ۱۲ منہ

[2] اس پھینکنے سے بعض دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکنا مراد بتلاتے ہیں۔ ۱۲ منہ

نماز پڑھنے کا طریقہ

قیام اور اس میں دعا کرنے اور قرآن مجید پڑھنے کا بیان نماز کے لیے اس طرح کھڑا ہو کہ پاؤں اور کندھوں کا فاصلہ برابر ہو تاکہ اگر دوسرے کے ساتھ ملے تو نیچے اوپر سے سارا مل سکے اور نظر پاؤں کی جگہ رہے تو بہتر ہے۔ اگر پاؤں سے ہٹ جائے تو سجدہ کی جگہ سے آگے نہیں بڑھنی چاہیئے۔ اپنے دل کو پورا خدا کی طرف متوجہ کرے کیونکہ حدیث میں ہے کہ احسان یعنی اخلاص اس کو کہتے ہیں کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ [illegible] تو یہ خیال کرے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اور قرآن میں بھی ارشاد ہے کہ جو مومن نمازوں میں خشوع، خضوع اور عاجزی کرتے ہیں وہ فلاح پا گئے۔ پس دل کو پورا متوجہ کر کے اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت باندھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھ کر ہتھیلیوں کو قبلہ[1] رخ کر کے کانوں تک یا کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ میں تمام چیزوں سے ہاتھ اٹھا کر اس ذات کی طرف متوجہ ہو گیا ہوں جو سب سے بڑی ہے۔

بعض لوگ اللہ اکبر کہنے سے پہلے نیت کے الفاظ زبان سے کہتے ہیں، ان کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ بدعت ہے۔ اسی طرح بعض لوگ اللہ اکبر سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں اس کا بھی کوئی خاص ذکر نہیں آیا۔ اور جس حدیث میں آیا ہے کہ ہر اہم کام کو اللہ کے نام سے شروع کرنا چاہیئے اس پر اللہ اکبر کہنے سے عمل ہو گیا۔ کیونکہ یہ بھی اللہ کا نام ہے۔ اب اور اللہ کے نام کی ضرورت نہیں لیکن بعض

---

[1] مجمع الزوائد ۱۲ منہ

روایتوں میں آیا ہے کہ ہر اہم کام جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے، وہ بے برکت ہے۔ اِس بنا پر اگر کوئی بسم اللہ پڑھ لے تو اس کو بُرا نہ کہنا چاہیے۔ ہاں بہتر نہ پڑھنا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نماز کے متعلق شروع سے اخیر تک ذرا ذرا سی بات بتائی ہے مگر بسم اللہ نہیں تبلائی۔ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں بسم اللہ کی بجائے اللہ اکبر پر ہی کفایت کی ہے۔

پھر بایاں ہاتھ نیچے اور دایاں اُوپر سینہ پر رکھے۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس کے بعد آہستہ سے یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ	اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان
كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ	دُوری ڈال دے جیسی کہ تُو نے مشرق اور مغرب کے
اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقّٰى	دُوری ڈالی ہے۔ اے اللہ! مجھ کو گناہوں سے صاف
الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ	کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔
اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ	اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف
وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ○	اولوں کے ساتھ دھو دے۔

اس کے علاوہ بعض اور دعائیں بھی آئی ہیں اگر یاد ہوں تو پڑھ سکتے ہیں۔

اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ پڑھے۔

ترجمہ: "مَیں اللہ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں"۔

پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ پڑھے۔

ترجمہ: مَیں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

جہری نمازوں میں بسم اللہ جہر سے پڑھنی بھی درست ہے۔

بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف پڑھے جو مع ترجمہ درج ذیل ہے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو جہانوں کا پالنے
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ	والا بہت مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے
يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ	قیامت کے دن کا مالک ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے
اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ	ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو ان لوگوں
الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ	کا سیدھا رستہ دکھا، جن پر تو نے
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ	انعام کیا، جو غضب کیے گئے اور
الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝	گمراہ نہیں ہوئے۔

سُورۃ فاتحہ کے خاتمہ پر آمین کہنا سُنّت ہے۔ حدیث میں ہے اس سے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جہری نمازوں میں آمین جہر سے کہے اور آہستہ نمازوں میں آہستہ۔

اِس کے بعد جونسی سُورۃ یاد ہو پڑھے۔ اگر ہمیشہ ایک سُورۃ پر اکتفا کرے تو بھی کوئی حرج نہیں، بلکہ دو رکعتوں میں یا زیادہ میں ایک سُورۃ کو مکرّر پڑھنا بھی جائز ہے[1]۔ حدیث میں ہے اگر قرآن مجید صرف ایک سُورۃ ہوتی تو وہی سارے جہان کو کافی ہوتی۔ یہاں سُورۃ اخلاص مع ترجمہ درج ذیل ہے :

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ	کہو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے پرواہ ہے۔
لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ	نہ اس نے جنا، اور نہ جنا گیا اور اس
لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝	کے لیے کوئی مثل نہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو مشکوٰۃ۔ ۱۲

اگر کوئی شخص فاتحہ کے بعد کوئی اور سورۃ نہ ملائے، خواہ پہلی دو رکعتوں میں خواہ پچھلیوں میں، تو بھی نماز ہو جائے گی (مگر پہلی دو رکعت میں ملانے کو پچھلیوں کی نسبت کسی قدر اہمیت ہے۔ اس لیے ہمیشہ ترک بھی ٹھیک نہیں)۔ اور اگر فاتحہ نہ پڑھے، تو نماز نہیں ہوگی۔ خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا اکیلا ہو۔ نماز خواہ سرّی ہو یا جہری۔ مقتدی جہری نماز میں فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھے۔ ہاں چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں اخیر رکعتوں میں سورۃ ملانی چاہے تو ملا سکتا ہے۔ مگر فاتحہ ہر صورت ضروری ہے۔

اگر سورۃ فاتحہ بھی یاد نہ ہو تو وہ کوئی دوسری سورت پڑھے۔ اگر کوئی بھی یاد نہ ہو، تو صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وغیرہ پڑھنا کافی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب فاتحہ کی ضرورت نہیں، بلکہ فاتحہ سیکھنے میں جلدی کرے۔

رکوع اور اس کی تسبیح

اس کے بعد اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتا ہوا ہاتھ اُٹھائے جیسے تکبیر تحریمہ کے وقت اُٹھائے تھے اور رکوع کو جائے اور کمر کو اچھی طرح جھکائے۔ رکوع میں سر بہت نیچا نہ کرے نہ اُونچا کرے بلکہ کمر کے برابر سیدھا رکھے۔ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر اچھی طرح جگہ دے گھٹنوں کو پکڑے اور انگلیوں کو کشادہ رکھے اور کہنیوں کو پہلوؤں سے دُور کر کے اس طرح تن کر رکھے، کہ گویا پیٹھ کمان ہے اور ہاتھ تندی۔

رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے (ترجمہ) میرا رب بزرگ پاک ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رکوع میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ بھی بہت کہتے تھے۔ (ترجمہ) "پاک ہے تُو اے اللہ! رب ہمارے سمیت تعریف اپنی کے اے اللہ! مجھے بخش دے۔"

بعض اور دُعائیں بھی آئی ہیں اگر کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رکوع، سجدہ دس تسبیح قدر ہوتا تھا اور ایک ضعیف روایت میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کم از کم تین مرتبہ بھی آیا ہے۔

فصل رابع مشکوٰۃ میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر کوئی موقع سخت مجبوری[1] کا ہو تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ایک مرتبہ بھی کافی ہے۔ بشرطیکہ ٹھہر کر تسلّی سے کہے۔ بہرصُورت رکوع عام طور پر بہت اطمینان اور تسلّی سے ہونا چاہیے اور صحیح حدیث کے مطابق قریباً دس تسبیحات پڑھنی چاہئیں۔

قومہ یا قیام بعد رکوع اور اس کی دُعا

پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر سر اُٹھائے اور بدستور سابق رفع یدین (دونوں ہاتھ بلند) کرے۔ (ترجمہ) "سُن لیا اللہ نے اس شخص کے لیے جس نے اس کی تعریف کی"۔ سُننے سے مُراد قبُولیت ہے یعنی اُمید ہے کہ تعریف کرنے والے کی تعریف کو خدا قبول کرے۔ پھر سیدھے ہو کر یہ دُعا پڑھے:

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ ○

"اے رب ہمارے! تیرے ہی لیے ہے حمد بہت، جو اچھی بابرکت ہے۔"

مقتدی اگر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ نہ کہے صرف اسی دُعا پر اکتفا کرے، تو بھی جائز ہے۔ اگر کہے[2] تو یہ بھی ثابت ہے۔ بعض اور دُعائیں بھی آئی ہیں۔ اگر کسی کو یاد ہوں تو پڑھ سکتا ہے۔

---

[1] جیسے ریل چلنے والی ہو۔ ۱۲

[2] دارمی۔ ۱۲

سجدہ اور اُس کی تسبیح

اس کے بعد سجدہ کو جائے۔ اس میں اختیار ہے کہ ہاتھ پہلے ٹکائے یا گھٹنے[1]۔ سجدہ سات اعضاء پر ہوتا ہے۔ دو پاؤں، دو ہاتھ، دو گھٹنے، ماتھا ناک سمیت۔

اپنے چہرے کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھے اور ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ایک دُوسرے سے ملا کر قبلہ رُخ کرے تاکہ چہرہ کے ساتھ ہاتھ بھی سجدہ کریں۔ پگڑی کا پیچ یا ٹوپی وغیرہ ماتھے کے آگے سے ہٹا دے۔ اگر زمین گرم ہو یا کوئی اور عارضہ ہو، پھر ہٹانا ضروری نہیں۔ اور دونوں کہنیاں دونوں پہلوؤں سے ہٹا کر اور زمین سے اُٹھا کر سجدہ کرے۔ اسی طرح پُشت کا اُٹھانا اور پیٹ کا رانوں سے اور دونوں رانوں کا ایک دوسری سے جُدا رکھنا بھی ضروری ہے لیکن عورت کے متعلق بعض حدیثوں میں استثنا آئی ہے کہ عورت پیٹھ نہ اُٹھائے بلکہ رانوں سے ملا لے۔ اگرچہ ان احادیث میں کچھ کلام ہے، لیکن ان کے مؤیدات بھی ہیں اس لیے ان پر عمل ہو سکتا ہے۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا مردوں کی طرح نماز پڑھا کرتی تھیں۔ پس عورت اگر مردوں کی طرح پڑھے تو بھی حرج نہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سجدہ اس طرح کھُل کر اور پیٹھ اُٹھا کر کرتے کہ دُنبے کا بچّہ نیچے سے گزر سکتا۔ درندے کی طرح ہاتھ بچھا کر سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔

سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھیئے۔ (ترجمہ) "میرا رب سب سے بُلند پاک ہے"۔ دُوسری تسبیح سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ جو

---

[1] مگر سجدہ کو جاتے ہُوئے ہاتھوں کو پہلے رکھنا اور اُٹھتے ہُوئے گھٹنوں کو پہلے اُٹھانا افضل ہے۔ ۱۲ [2] مستدرک حاکم۔ ۱۲

رکوع میں گزر چکی ہے سجدہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہت پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع و سجدہ میں قرآن مجید نہ پڑھو۔ رکوع میں خدا کی تعظیم کرو۔ (مثلاً سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وغیرہ پڑھو) اور سجدہ میں دُعا کی کوشش کرو کیونکہ سجدہ میں دُعا قبول ہوتی ہے۔

اس حدیث کے مطابق رکوع میں ظاہر دُعا منع معلوم ہوتی ہے لیکن اُوپر جو دُعا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُعا منع نہیں۔ پس اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ رکوع میں اصل تعظیم ہے۔ دُعا کی اس میں زیادہ کوشش نہ کی جائے اور سجدہ میں دُعا کی کوشش کرنی چاہیے۔ مگر چونکہ رکوع، سجدہ میں قرآن پڑھنے سے ممانعت ہے۔ اس لیے قرآنی دُعاؤں سے احتیاط کرے۔ اگرچہ بعض علما نے کہا ہے کہ قرآن کی دُعا تلاوتِ قرآن کی نیّت سے پڑھے تو وہ قرآن کا حکم رکھتی ہے۔ اس نیّت سے رکوع و سجدہ میں قرآنی دُعا نہ پڑھی جائے۔ اور اگر دُعا کی نیّت سے پڑھے تو اس لحاظ سے وہ قرآن نہیں، رکوع و سجدہ میں پڑھ سکتا ہے مگر چونکہ اس بارے میں صراحۃً کوئی روایت نہیں آئی صرف بعض علماء کی رائے ہے اس لیے قرآنی دُعا سے پرہیز مناسب ہے۔ احادیث میں بکثرت دُعائیں آئی ہیں، انہی پر اکتفا کرے۔ اگر کسی کو اور دُعا یاد نہ ہو تو مذکورہ بالا دُعا ہی کافی ہے۔

سجدہ کی تسبیحات کا اندازہ وہی ہے جو اُوپر رکوع میں گزر چکا ہے۔ سجدہ تکیہ وغیرہ پر نہ ہونا چاہیے بلکہ اسی چیز پر ہو، جس پر نماز پڑھتا ہے۔ ہاں اگر جمعہ وغیرہ کی وجہ سے لوگوں کی کثرت ہو اور جگہ نہ ملے تو ایک دوسرے کی پیٹھ پر بھی سجدہ جائز ہے۔ اور سجدہ میں دونوں پاؤں کھڑے کر کے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کرے تاکہ باقی اعضاء کے ساتھ

ان کا بھی سجدہ ہو۔

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہُوا سجدہ سے سر اُٹھائے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر یا گھٹنوں پر رکھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس کے اُوپر بیٹھ جائے اور دایاں پاؤں انگلیوں کے بَل کھڑا کر کے انگلیوں کو قبلہ رُخ موڑے اور اگر دونوں پاؤں اِسی طرح کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھ جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ اس کو اِقعاء کہتے ہیں۔ ایک قسمِ اقعاء کی اور ہے جو ناجائز ہے وہ یہ کہ گھٹنے کھڑے کر کے چوتڑ ایڑیوں کے ساتھ لگا کر ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھے یہ کُتّے کی بیٹھک ہے۔ اس لیے منع ہے اور اِقعاء کی اس قسم کو عُقبَۃُ الشّیطان بھی کہتے ہیں۔ اِقعاء کی پہلی صُورت اگرچہ جائز ہے۔ لیکن بایاں پاؤں بچھا کر اس کے اُوپر بیٹھنے کی صُورت بہتر ہے۔ کیونکہ زیادہ احادیث اِسی پر ہیں۔

خیر، کوئی صُورت بیٹھے اس میں یہ دُعا پڑھے :

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ	اے اللہ! مجھے بخش اور رحم کر اور ہدایت کر
وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ ○	اور عافیت دے اور رزق دے۔

یہ دُعا کم و بیش الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔ بعض میں وَرْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ اگر پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

ترجمہ: "مجھے بلند کر، میرا شکستہ کام درست کر" قریبًا سجدہ اور رکوع کے انداز پر بیٹھ کر مذکورہ دُعا پڑھتا رہے۔

جلسہ استراحت

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا بدستور سابق سجدہ کرے۔ پھر دوسرے سجدہ سے بدستور سابق اللہ اکبر کہتا ہُوا سر اُٹھا کر بیٹھ جائے اس بیٹھنے کی کیفیت وہی ہے جو بین السجدتین کی ہے۔ اِس میں کسی دُعا کا ذکر نہیں۔ اس

بیٹھنے کا نام جلسۂ استراحت ہے اس کا اندازہ قریباً اتنا ہی ہے جتنا بین السجدتین کا ہے۔

دوسری رکعت اور اس کے لیے قیام

اس کے بعد دُوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو۔ حدیث میں ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صُدُورِ قَدَمَیْنِ (دونوں پاؤں کے اگلے حصّوں کے بل کھڑے ہوتے۔ یعنی ایڑیاں زمین پر نہ لگاتے۔ اور دُوسری حدیث میں ہے۔ "آپؐ نے زمین پر ہاتھ ٹیک کر کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے۔" پس کھڑے ہونے کے وقت گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر زمین پر ایڑیاں لگائے بغیر کھڑے ہونا چاہیئے۔ جو لوگ ایڑیاں لگا کر ہاتھ زمین پر ٹکا کر گھٹنے کھڑے کر کے ممنوع اقعاء کی صُورت میں کھڑے ہوتے ہیں، وہ حدیث کے خلاف کرتے ہیں۔ ہاں بوڑھے اور کمزور کو زمین پر ہاتھ ٹیکنے کی اجازت ہے[1] اور اگر مجبوراً کمزوری کی وجہ سے ایڑیاں بھی زمین پر لگانی پڑیں تو گھٹنے کھڑے کر کے چُوتڑ ایڑیوں کے ساتھ نہ لگائے، تاکہ کھڑے ہونے کے وقت ممنوع اقعاء کی صُورت پیدا نہ ہو۔ کھڑے ہونے کے بعد بدستورِ سابق پہلی رکعت کی طرح دُوسری رکعت پڑھے۔ دُعاء اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ نہیں پڑھی جاتی۔ صرف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر الحمد شروع کرے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھنے میں اختلاف ہے صریح روایت کسی طرف نہیں آئی۔ اگر پڑھنا چاہے تو اس بناء پر پڑھ سکتا ہے کہ قرآن پڑھنے کے وقت اعوذ پڑھنی آئی ہے۔

قعدہ اولیٰ اور تشہد

جب دُوسری رکعت کے دُوسرے سجدہ سے سر اُٹھائے تو اسی طریق پر بیٹھے جس کا ذکر بین السّجدتین میں ہو چکا ہے صرف

[1] الرحمۃ المھداۃ فصل رابع مشکوٰۃ۔ ۱۲

اتنا فرق ہے کہ داہنی کہنی ران سے دُور رہے اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں گھٹنے یا دائیں ران پر کھول کر نہ رکھے بلکہ دو انگلیاں خنصر و بنصر (چھنگلی اور اس کے ساتھ کی) بند کرلے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنالے اور سبّابہ یا سبّاحہ (انگوٹھے کے ساتھ کی انگلی) کھلی رہنے دے، اگر چاہے تو ۵۳ کی گرہ بنالے جس کی صورت یہ ہے کہ سبّابہ کو کھلا رہنے دے اور انگوٹھے کو سبّابہ کی جڑ میں رکھے اور باقی تین انگلیاں بند کرلے۔ جب تسلّی سے بیٹھ جائے تو تشہد پڑھے جو مع ترجمہ درج ذیل ہے:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَ الطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ	زبانی، بدنی، مالی تمام عبادتیں خدا کے لیے ہیں۔ اے نبیؐ! تجھ پر سلام، رحمت اور برکات ہوں۔ ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔	مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اس تشہد کو پڑھتے ہوئے جب اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے لفظ پر پہنچے تو سبّاحہ انگلی اٹھائے۔ اس سے توحید کی طرف اشارہ ہے۔ اشارہ کرتے وقت اس کو ہلاتا رہے۔ اگر نہ ہلائے تو بھی جائز ہے۔ اور اپنی نظر انگلی کی طرف رکھے جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھے تو اس وقت بھی انگلی اٹھانے کا ذکر ایک حدیث[1] میں آیا ہے۔

---

[1] مسند احمد جلد ۴ - ۱۲

تنبیہ : تشہد کے شروع میں بسم اللہ کا لفظ[1] بھی آیا ہے یعنی یوں شروع ہوا ہے بِسْمِ اللهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اگر کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کی جگہ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ بھی پڑھنا ثابت[2] ہے۔

تیسری چوتھی رکعت اور اُن کے لیے قیام

پھر تیسری رکعت کے لیے اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو اور بدستور سابق رفع الیدین (دونوں ہاتھ بلند) کرے۔ اس رکعت کے شروع میں بھی دُوسری رکعت کی طرح اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ نہ پڑھے۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر الحمد شروع کرے۔ اعوذ کا اختیار ہے جیسے دُوسری رکعت کے ذکر میں بیان ہُوا۔ جب تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہو تو جلسہ استراحت کر کے چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہو جیسے دُوسری رکعت کے لیے اُٹھنے کے وقت کیا تھا۔ پھر چوتھی رکعت پڑھے۔ اس میں بھی اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ نہ پڑھے اور اعوذ کا اختیار ہے۔

قعدہ ثانیہ اور اس کی دُعائیں

جب چوتھی رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو تو قعدہ اُولیٰ کی طرح بیٹھے مگر دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر مَقْعَد (سرین) پر بیٹھ جائے۔ اور اگر بایاں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور دایاں پاؤں قعدہ اُولیٰ کی طرح کھڑا رکھے تو بھی جائز ہے مگر دونوں صورتوں میں مَقْعَد پر بیٹھنا چاہیئے۔ اس قعدہ میں پہلے وہ تشہد جو قعدۂ اُولیٰ میں گذر چکا ہے پڑھے

---

[1] کشاف القناع عن متن الاقناع ۱۲۔

[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام صلی اللہ علی النبی ہی پڑھتے تھے۔

پھر درود شریف اور دُعائیں پڑھے۔ درود شریف اور دُعائیں بہت آئی ہیں۔ منجملہ چند ایک مع ترجمہ درج ذیل ہیں:

درود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ	اے اللہ! رحمت بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ	اور محمد کی آل پر جیسے کہ رحمت بھیجی تُو نے ابراہیمؑ
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○	اور ابراہیمؑ کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ	اے اللہ! برکت کر محمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ	آل پر جیسے کہ برکت کی تو نے ابراہیمؑ پر اور
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○	ابراہیمؑ کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

درود کے بعد کی دُعائیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا	اے اللہ! بیشک میں نے ظلم کیا اپنی جان پر ظلم
کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ	بہت اور نہیں کوئی بخشنے والا گناہوں کا مگر تُو
فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَ	پس بخش واسطے میرے بخشنا اپنی طرف سے اور
ارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ	رحم کر مجھ پر بیشک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

دُوسری دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ	اے اللہ! میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے
عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ	عذاب قبر سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے
عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ	عذاب جہنم سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے
فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ	فتنہ مسیح دجال سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ

مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

تیرے زندگی اور موت کے فتنہ سے ۔ اے اللہ! پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ تیرے گناہ سے اور تاوان (چٹی) سے ۔

تیسری دُعا:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

اے ہمارے رب! بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ[1] کو اور تمام ایمان والوں کو جس دن کہ حساب قائم ہو (یعنی قیامت کے دن)۔

چوتھی دُعا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

اے اللہ! سوال کرتے ہیں ہم تجھ سے عافیت کا اور معافی کا دُنیا اور آخرت میں۔

پانچویں دُعا:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے رب ہمارے! دے ہم کو دُنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی اور بچا ہم کو عذاب جہنم سے۔

چھٹی دُعا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ

اے اللہ! بخش واسطے میرے جو آگے کیا میں نے اور جو پیچھے کیا میں نے اور جو چھپایا میں نے اور جو ظاہر کیا میں نے اور جو زیادتی کی

---

[1] کسی کے ماں باپ کافر مشرک ہوں تو وہ یہ دُعا نہ پڑھے کیونکہ کافر مشرک کے لیے بخشش کی دُعا مانگنا منع ہے۔ یا مائی حوا اور آدم علیہ السلام کی نیت کرلے یا ان کے بعد جو مسلمان ہوں۔ ۱۲

مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ۔ میں نے اور جو تو زیادہ جانتا ہے اس کو مجھ سے اور تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور نہیں کوئی معبود مگر تو۔

نوٹ نمبر ۱: ان دعاؤں سے جونسی مرضی ہو پڑھے۔ اگر تمام پڑھ سکے تو بہتر ہے۔ اگر کہیں جلدی میں ایک آدھ پر کفایت کرنی ہو تو جامع دعا اختیار کرے جیسے[1] رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

نوٹ نمبر ۲: دو رکعت والی نماز جس میں ایک ہی قعدہ ہوتا ہے، اس میں تشہد اور دعائیں قعدہ ثانیہ کی طرح پڑھے۔ بیٹھنے میں اختلاف ہے کہ قعدہ اولیٰ کی طرح بیٹھے یا قعدہ ثانیہ کی طرح۔ احادیث میں بیٹھنے کی کیفیت صراحۃً نہیں آئی۔ سو اختیار ہے خواہ پہلے قعدہ کی طرح بیٹھے یا دوسرے قعدہ کی طرح مَقْعَد (سرین) پر۔

سلام

پہلے دائیں طرف منہ پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ کہے۔ (تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو) پھر بائیں طرف منہ پھیر کر اسی طرح کہے اگر قدرے منہ دائیں طرف پھیر کر سامنے کی طرف صرف ایک مرتبہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ پر کفایت کرے تو بھی جائز ہے۔ سلام میں دائیں بائیں نمازیوں کی نیت کرے۔ نیز کراماً کاتبین وغیرہ کی۔ اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ بھی آیا ہے۔

نماز کے بعد اذکار اور دعائیں اور اُن کے فضائل

سلام پھیرنے کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ (اللہ بہت بڑا ہے) کم سے کم ایک مرتبہ

---

[1] چوتھی دعا بھی جامع ہے۔ ۱۲

پڑھے۔ پھر اَسْتَغْفِرُ اللہُ (بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے) تین مرتبہ پڑھے۔ پھر مندرجہ ذیل دُعائیں پڑھے:

① اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اے اللہ! تُو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی بابرکت ہے، اے صاحبِ بزرگی اور عزت کے۔

② رَبِّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

اے ربّ میرے! میری مدد کر اپنے ذکر پر اور شکر پر اور اپنی اچھی عبادت پر۔

③ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اُس کا۔ اُسی کے لیے ہے بادشاہت اور اسی کے لیے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! نہیں کوئی روکنے والا اس چیز کا جو تُو دے اور نہیں کوئی دینے والا اس چیز کا جو تُو روکے۔ اور نہیں نفع دیتی غنیٰ والے کو غنیٰ تیرے عذاب سے۔

④ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ہے بادشاہی اور اسی کے لیے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے نہیں پھرنا گناہ سے اور نہ طاقت عبادت کی مگر اللہ کی مدد سے

اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَ لَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَ لَوْکَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔	نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور ہم نہیں عبادت کرتے ہیں مگر اسی کی۔اسی کی نعمت اسی کے لیے ہے بزرگی اور اسی کے واسطے ہے سب تعریف اچھی نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔خالص کرنے والے ہیں ہم واسطے اسی کے عبادت کو اگرچہ برا مانیں کافر۔

تنبیہ: یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے پڑھتے۔اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں آپؐ کا نماز سے فارغ ہونا تکبیر سے پہچانتا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلام پھیر کر اللہ اکبر بلند آواز سے کہے۔باقی جس طرح چاہے پڑھے۔مگر پاس کوئی نماز پڑھتا ہو تو پھر جن اذکار میں بلند یا آہستہ کی تصریح نہیں ان کو آہستہ پڑھے تاکہ نمازی کی نماز میں خلل نہ ہو۔

⑤ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔	اے اللہ! بیشک میں پناہ چاہتا ہوں تیرے ساتھ بزدلی سے اور پناہ چاہتا ہوں تیرے ساتھ بخل سے اور پناہ چاہتا ہوں تیرے ساتھ ناکارئ عمر سے اور پناہ چاہتا ہوں تیرے ساتھ دنیا کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے۔

⑥ سُبْحَانَ اللّٰہِ (پاک ہے اللہ) تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (سب تعریف اللہ کے واسطے ہے) تینتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ بہت بڑا ہے) چونتیس مرتبہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ تینتیس مرتبہ بھی حدیث میں آیا ہے تینتیس مرتبہ پڑھ کر آخر میں

ایک مرتبہ یہ پڑھے :

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا	نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے
شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ	نہیں کوئی شریک اس کا اسی کے لیے ہے
الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ	بادشاہی اور اسی کے لیے ہے سب تعریف
شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور اگر یہ الفاظ نہ پڑھے صرف سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ تینتیس تینتیس بار پڑھنے پر کفایت کرے تو بھی بعض حدیثوں میں آیا ہے۔

⑦ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ	اللہ: نہیں کوئی معبود مگر زندہ رہنے والا ہے
لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْمٌ ط لَہٗ	قائم رکھنے یا قائم رہنے والا ہے نہیں پکڑتی
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط	اس کو نیند اور اونگھ۔ اسی کے لیے ہے جو کچھ
مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ	آسمانوں اور زمین میں ہے۔ کون ہے جو سفارش
یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا	کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے،
خَلْفَھُمْ ج وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ	جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو انکے پیچھے
مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ	ہے اور نہیں گھیر سکتے علم اس کے سے کچھ مگر
کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج	جو وہ چاہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین
وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ	کو گھیر لیا ہے اور نہیں تھکاتی اس کو حفاظت
الْعَظِیْمُ ○	ان کی اور وہی ہے بلند، بزرگ۔

⑧ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ	تو کہہ میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ رب صبح کے اس

شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ	شے کی بُرائی سے جو اس نے پیدا کی۔ اور
اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ	غیب ہونے والے (چاند) کی بُرائی سے اور
فِي الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ	گرہوں میں پھونکنے والیوں کی برائی سے اور
اِذَا حَسَدَ ۙ	حاسد کی بُرائی سے جب کہ وہ حسد کرے۔
⑨ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ	تُو کہہ میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب سے
مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ	بادشاہ معبود کے ساتھ۔ وسوسہ ڈالنے
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ	والے پیچھے ہٹ جانے والے سے۔
اَلَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ	جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۙ	جن انسان سے۔

تنبیہ : نماز سے سلام پھیرنے کے بعد مذکورہ بالا دعاؤں، اذکار اور سورتوں کے علاوہ بہت سی اور بھی دعائیں آئی ہیں۔ تمام پڑھے یا بعض پڑھے اس میں اختیار ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ یہ بہت ہی قبولیتِ دعا کا وقت ہے۔ صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سورج نکلنے تک ذکر و فکر میں مشغول رہنا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے سے بڑھ کر ہے۔ اسی طرح عصر سے مغرب تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے کی فضیلت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو صبح کی نماز سے طلوعِ آفتاب تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے پھر اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اس کو پورے حج عمرے کا ثواب ملتا ہے نیز فرمایا جو نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں۔ اور جو تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ

تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک مرتبہ مذکورہ بالا دُعا نمبر(۲) عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک پڑھے، اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ اِسی طرح جو شخص نمازِ مغرب اور نمازِ فجر سے سلام پھیرنے کے بعد اسی حالت میں قبلہ رُخ بیٹھا ہُوا دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اکیلا
لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ	ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی
بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ	اور اسی کے لیے ہے تعریف بھلائی اسی کے ہاتھ
وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○	میں ہے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر
	چیز پر قادر ہے۔

اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس بُرائیاں مٹائی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔ ہر مصیبت اور شیطان مردود سے پناہ میں رہتا ہے۔ اور سوائے شرک کے کوئی گناہ اس کے لیے مہلک نہیں ہوتا۔ اور عمل کی رُو سے تمام لوگوں سے افضل ہے۔ مگر جو شخص یہ کلمات اس سے زیادہ مرتبہ پڑھے۔ نیز فرمایا جو سُورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ دس مرتبہ پڑھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنّت میں ایک گھر تیار کرتا ہے۔ جتنے دہا کے پُورے کرے اتنے ہی گھر اس کے لیے جنت میں تیار ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے فضائل کی احادیث بکثرت آئی ہیں خاص کر نمازِ فجر کے بعد ذکر اذکار کی بہت فضیلت آئی ہے۔

تنبیہ: فرضوں کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنی بھی ثابت ہے، ہاں ضروری نہیں۔ اس لیے نہ اُٹھانے والے پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ بعض ناواقفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ اُٹھا کر نہ مانگے تو نماز ادھوری رہ جاتی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔

نماز میں کون سے کام منع ہیں اور کون سے جائز

چھینک آنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا درست ہے۔ جواب دینا یعنی یَرْحَمُکَ اللّٰہ اور یَھْدِیْکُمُ اللّٰہ کہنا منع ہے۔ اور نمازی کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ نہ کہے نہ نمازی اس کے جواب میں وَعَلَیْکُمُ السَّلَام کہے۔ ہاں اگر کوئی کہہ دے تو ہاتھ کے اشارے سے جواب دے دے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ ہاتھ پھیلا کر ہتھیلی کی اندر کی طرف نیچے کو اور پیٹھ اُوپر کو کرے۔ جمائی حتی الوسع رُکے، اگر نہ رُکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے۔ نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ سجدہ میں پیشانی پر مٹی لگ جائے تو اس کو بار بار نہ پونچھے۔ پہلو پر ہاتھ نہ رکھے، شدّت گرمی میں سجدہ کے وقت اپنی آستین پر یا پگڑی کے پیچ پر یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کرے تو جائز ہے۔ سانپ بچھو کو نماز میں مار سکتا ہے۔ اگر مارتے وقت مُنہ قبلہ سے پھر جائے تو نئے سرے سے نماز پڑھے۔ بہت بڑے خطرہ کی وجہ سے نماز توڑ بھی سکتا ہے۔ مثلاً جنگل میں سواری چھوٹ جائے[1] یا مکان کو آگ لگ جائے یا اس قسم کا کوئی اور جانی مالی خطرہ لاحق ہو جائے تو نماز توڑ کر اس کام کو کرلے پھر نماز پڑھ لے۔ اگر سواری کو باندھنے کے لیے کوئی شے نہ ملے تو ہاتھ میں پکڑ کر بھی نماز پڑھ[2] سکتا ہے۔ اسی طرح اگر بچہ کے رونے کا خطرہ ہو تو اس کو اُٹھا کر نماز پڑھنی جائز ہے مگر سجدہ کے وقت اس کو زمین پر بٹھا دے یا لٹا دے۔ جب کھڑا ہو تو اُٹھا لے۔

---

[1]، [2] فصل رابع مشکوٰۃ

نماز میں تھوکنا اور جوتا اُتارنا

اگر نماز میں تھوکنے کے لیے مجبور ہو جائے، تو سامنے نہ تھوکے۔ کیونکہ نمازی خُدا سے مناجات کرتا ہے اور خُدا سامنے متوجہ ہوتا ہے۔ اس لیے سامنے تھوکنے سے خُدا کی بے ادبی ہے اور دائیں طرف بھی نہ تھوکے کیونکہ دائیں طرف فرشتہ[1] ہوتا ہے۔ ہاں پاؤں کے نیچے تھوک لے مگر یہ اس صُورت میں ہے کہ مسجد سے باہر ہو یا ایسی مسجد میں جس کا فرش کچا ہو تاکہ تھوک مٹی میں دفن ہو سکے یا بائیں طرف تھوکے۔ لیکن اس میں بھی شرط ہے کہ مسجد سے باہر ہو یا مسجد کا فرش کچا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ بائیں طرف کوئی دُوسرا نمازی نہ ہو، ورنہ اس کی دائیں طرف ہو جائے گی۔ اور بائیں طرف تھوکنے کی صُورت یہ ہے کہ سر نیچے جُھکا کر بغل کے نیچے سے تھُوکے تاکہ مُنہ قبلہ سے نہ پھرے، اور ایک تیسری صورت[2] بھی حدیث میں آئی ہے۔ وہ یہ کہ کپڑے میں تھُوک کر کپڑے کو آپس میں مَل دے۔

اِسی طرح اگر جُوتا میں نماز پڑھ رہا ہو اور نماز ہی میں پتہ لگ جائے کہ اس میں نجاست ہے یا کسی تکلیف کی وجہ سے جُوتا اُتارنا پڑ جائے۔ مثلاً جُوتا کے ساتھ بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے تو جُوتا اُتار کر سامنے نہ رکھے نہ دائیں طرف رکھے۔ بلکہ وہ اُتار کر پاؤں کے درمیان رکھ لے۔ اور اگر بائیں طرف کوئی نمازی نہ ہو تو بائیں طرف رکھ لے، اور اگر نماز میں پہلے جُوتا اُتار کر نماز پڑھنی چاہے اور کسی اور جگہ جُوتا رکھنے میں خطرہ ہو تو اس صُورت میں بھی جُوتا دو پاؤں کے درمیان رکھے اور اگر بائیں طرف کوئی نمازی نہ ہو تو بائیں طرف رکھ لے۔

---

[1] اگر یہ فرشتہ نیکیاں لکھنے والا ہے تو اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ بائیں طرف بھی فرشتہ ہوتا ہے جو بُرائیاں لکھتا ہے تو پھر بائیں طرف تھوکنا کیوں جائز ہو گیا؟ علماء نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ نیکیاں لکھنے والے کا احترام زیادہ ہے اس لیے دائیں طرف تھُوکنا منع ہے۔ دوسرا یہ کہ شائد نماز میں بائیں طرف والا بھی دائیں طرف آجاتا ہو، کیونکہ نماز کی حالت میں وہ بُرائی لکھنے سے فارغ ہے۔ ۱۲ [2] طبرانی صغیر ص۱۰۵ ۱۲

جُوتا میں نماز

جُوتا نیا ہو یا پُرانا، پاک ہونے کی صُورت میں اس میں نماز پڑھنی درست ہے۔ اگر جُوتا کے پاک ہونے میں شُبہ ہو تو اس کو زمین پر اچھی طرح رگڑ لے، پھر اس میں نماز پڑھے۔ ایک حدیث میں ہے:

خَالِفُوا الْيَهُوْدَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِيْ نِعَالِهِمْ وَخِفَافِهِمْ (مشکوٰۃ باب الستر)

ترجمہ: یہود کی مخالفت کرو، وہ جُوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔

بعض لوگ اس حدیث سے کہتے ہیں کہ جُوتوں میں نماز پڑھنا ضروری ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بصیغہ امر فرمایا ہے "یہود کی مخالفت کرو" لیکن وہ حضرات غلط فہمی میں ہیں۔ کیونکہ دوسری حدیث میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:

"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو جُوتا دائیں جانب نہ رکھے اور نہ بائیں جانب رکھے کیونکہ دُوسرے کی بائیں جانب ہو جائیگا۔ ہاں بائیں جانب کوئی نہ ہو تو پھر اس جانب رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔" اور ایک روایت میں ہے "یا جُوتا میں نماز پڑھے"۔

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ نماز پڑھنا جواز اور اباحت کے لیے ہے ورنہ دائیں بائیں رکھنے کے بیان کی ضرورت نہ تھی۔ میری تحقیق یہ ہے کہ بغیر جُوتا نماز افضل ہے اور اسی کو ترجیح ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جُوتے سے نماز کے سُنن آداب پُوری طرح ادا نہیں ہوتے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عام طریق یہ ہے کہ سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ ہوتیں اور پہلے التحیات میں ایک پاؤں کھڑا کرتے جس کی اُنگلیاں قبلہ رُخ ہوتیں۔ اور دُوسرا پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور ظاہر ہے کہ جُوتے کے ساتھ یہ سب باتیں مُشکل ہیں۔ اس لیے بغیر جُوتا کے نماز افضل اور بہتر ہے۔

خاص کر جب صف پر یا چٹائی پر نماز پڑھی جائے تو پھر جُوتا سمیت صفائی پُوری صفائی کہاں رہ سکتی ہے۔

نماز با جماعت اور اس کی تاکید و فضیلت

کم سے کم دو آدمیوں کی جماعت ہو جاتی ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور ایک حدیث میں ستائیس نمازوں کا ثواب آیا ہے۔ دُوسری حدیث میں ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرکے مسجد کو آتا ہے اُس کے ہر قدم کے عوض اللہ ایک نیکی لکھتا ہے، ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ معاف فرماتا ہے۔ جو شخص جماعت میں شامل نہیں ہوتا اس کے حق میں سخت وعید آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو لوگ جماعت میں شامل نہیں ہوتے میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو اُن کے گھروں سمیت جلا دوں مگر گھروں میں بچے عورتیں مجھے مانع ہیں۔ ہاں اگر بارش یا دُشمن کا خوف یا بیماری کا عارضہ یا اس قسم کا کوئی اور معقول عُذر ہو جس میں انسان مجبور ہو جائے تو اس کے لیے یہ وعید نہیں۔ اس قسم کے عُذر کے بغیر جو شخص جماعت سے رہ جائے اس کی کوئی نماز نہیں۔ یہاں تک کہ نابینا کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اذان سُننے کی صورت میں مسجد میں آنے کا حکم دیا۔ نیز حضور نے فرمایا کسی گاؤں میں یا جنگل میں تین شخص ہوں اور ان میں جماعت نہ ہوتی ہو تو شیطان ان پر مسلّط ہو جاتا ہے۔

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسیب اور جنّات وغیرہ کی کثرت اسی لیے ہوتی ہے کہ لوگ نماز با جماعت کی پروا نہیں کرتے بلکہ سرے سے نماز کے تارک ہیں۔

ایک حدیث میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کسی گاؤں پر چڑھائی کرتے تو صبح کا انتظار کرتے۔ اگر ان میں اذان سنائی دیتی تو چھوڑ دیتے ورنہ چڑھائی کر دیتے۔

موانع جماعت بھوک لگی ہو کھانا سامنے آجائے یا پاخانہ، پیشاب کا غلبہ ہو، تو اس حال میں نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح نماز کی اقامت ہو جائے تو اس حال میں سوا اس اقامت والی نماز کے کوئی دوسری نماز[1] نہیں ہوتی۔ اگر کوئی نماز قضا ہو گئی ہو تو وہ بھی بعد میں پڑھے[2]

عورتوں کا باجماعت نماز پڑھنا عورتیں اکیلی بغیر مردوں کے جماعت کرا سکتی ہیں، مگر جماعت کرانے والی مرد کی طرح آگے نہیں ہو سکتی صف کے درمیان کھڑی ہو۔ کوئی معمر بوڑھا یا بچہ اذان کے لیے مقرر کر لیا جائے۔ عورتوں کے لیے گھروں میں نماز پڑھنا بہتر ہے، یہاں تک کہ گھر کے اندر کی نماز صحن کی نماز پر فضیلت رکھتی ہے اور پچھلی کوٹھڑی کی نماز اندر کی نماز پر فضیلت رکھتی

---

[1] لیکن دوسری جماعت کے لیے اقامت ہو تو پہلی جماعت والے اپنی سنتیں وغیرہ پڑھ سکتے ہیں کیونکہ یہ اقامت ان کے لیے نہیں۔ نہ ان کو اس جماعت میں شامل ہونے کا حکم ہے۔ پس ان کے حق میں یہ اقامت کالعدم ہے۔ اس لیے جو چاہیں پڑھیں۔ ۱۲

[2] بعض کہتے ہیں امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور نیت قضا نماز کی کرے اور وقتی نماز بعد میں پڑھے سو اس کی بھی اجازت ہے کیونکہ امام اور مقتدی کی نیت کا ایک ہونا شرط نہیں۔ اسی بنا پر فرض والے کے پیچھے نفل اور نفل والے کے پیچھے فرض جائز ہیں۔ صورتاً اسی نماز میں شریک ہونا شرط ہے جس کی اقامت ہوئی ہے ایسی صورت میں اگر مغرب کی نماز ہو اور مقتدی عصر کی نیت کرے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اُٹھ کر اور پڑھ لے۔ اور اگر عشا کی ہو اور مقتدی مغرب کی نیت کرے تو تیسری رکعت پر بیٹھ جائے۔ جب امام چوتھی رکعت پڑھ لے تو اس کے ساتھ سلام پھیر لے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے امام غلطی سے پانچویں رکعت میں کھڑا ہو جائے تو اس میں مقتدیوں کے لیے اقتدا ضروری نہیں۔ اور نمازِ خوف میں بھی بعض دفعہ یہ اتفاق ہو جاتا ہے کہ مقتدی امام کی پوری اقتداء نہیں کرتا چنانچہ نمازِ خوف میں اس کا بیان آئے گا اِنشاءَ اللہ ——— مگر ایسی الجھنوں میں پڑنے سے بہتر یہی ہے کہ امام کے ساتھ وقتی نماز کی نیت کرے اور قضا پیچھے پڑھ لے لیکن یاد رہے کہ یہ الجھن مغرب عشاء میں ہے باقی میں کوئی نہیں۔ ۱۲ منہ

ہے۔ ہاں اگر عورت مردوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں آنا چاہے، تو خاوند کو روکنا منع ہے۔ مگر عورت خوشبو لگا کر مسجد میں نہ آئے۔ خوشبو لگا کر آنے والی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے زانیہ فرمایا ہے۔

صفوں کا درست کرنا

نماز باجماعت میں کھڑے ہونے کے وقت صفوں کے درست کرنے کی سخت تاکید آئی ہے۔ لوگ اس میں بہت غفلت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تیر کے دستے کی طرح صفوں کو درست کرتے اور فرماتے صفیں ٹھیک کرو۔ اور چُونے گچ دیوار کی طرح مِل کر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر تم صفیں درست نہ کرو گے تو خدا تمہارے اندر دُشمنی ڈال دے گا۔ جب ایک شخص کسی کو پکڑ کر آگے پیچھے کرے تو دُوسرے کو چاہیے کہ اپنا کندھا نرم کر دے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو کندھوں کو نرم کرتے ہیں، وہ تم میں افضل ہیں۔ نیز فرمایا: دو شخصوں کے درمیان جو فاصلہ رہ جاتا ہے مَیں دیکھتا ہُوں کہ اس میں شیطان بکری کے بچّہ کی طرح داخل ہو جاتا ہے۔ کندھے سے کندھا اور ٹخنے سے ٹخنہ مِلا کر کھڑے ہونا چاہیئے۔

صفِ اوّل کی فضیلت

پہلی صف پر خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور دوسرے نمبر دُوسری صف پر۔ اسی طرح جو دائیں طرف والے ہیں ان پر بھی اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے، کہ کئی لوگ صفِ اوّل میں پیچھے رہتے رہتے دوزخ میں بھی پیچھے رہ جائیں گے یعنی اور لوگوں کو دوزخ سے نکالا جائے گا اور ان کو ان کے پیچھے چھوڑا جائے گا۔ انسان کو خدائی حکم کی تعمیل میں سُستی نہ کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ اس سُستی کی شامت سے دوزخ میں بھی پیچھے رہ جائے۔ ہاں عورتوں کو پچھلی صف میں رہنا افضل ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے

مردوں کی پہلی صفیں بہتر ہیں اور عورتوں کی پچھلی صفیں (جو مردوں کی صفوں سے دُور ہوں) بہتر ہیں۔

امامت کس کا حق ہے؟

قرآن مجید کا ماہر سب سے اوّل نمبر ہے۔ پھر حدیث کا ماہر، پھر جس نے ہجرت پہلے کی ہو، پھر جو عمر میں بڑا ہو۔ اگر ان باتوں میں سب برابر ہوں تو جس کو چاہیں آگے کر دیں جتنا پرہیزگار ہو بہتر ہے۔ اگر کسی جگہ کوئی امام مقرّر ہو اور امامت اس کے اختیار میں ہو تو اس کی اجازت کے بغیر کوئی دُوسرا امام نہیں ہو سکتا۔ خواہ دُوسرا سب باتوں سے زیادہ ہو۔ نیز جس شخص کو لوگ کسی وجہ سے امامت کے لیے پسند نہ کریں، اس کو بھی امام بننا جائز نہیں خواہ وہ ان سب باتوں میں اوّل نمبر پر ہو۔ ہاں اگر لوگوں کی ناراضگی حق سنانے کی وجہ سے یا اس قسم کی اور نفسانی اغراض کی بنا پر ہو تو اس ناراضگی کا اعتبار نہیں، بلکہ اس صُورت میں بُرا جاننے والے ظالم ہیں۔

اگر کوئی باوجود نااہل ہونے کے جبرًا امام بن جائے اور لوگ اُسے ہٹانے پر قادر نہ ہوں تو لوگوں کی نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی۔ چنانچہ حجاج بن یُوسف ایسے ظالموں کے پیچھے صحابہ رضی اللہ عنہم نماز پڑھتے رہے۔

فاسق فاجر جو کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے یا صغیرہ گناہ پر ہمیشگی کرے اس کو امام نہ بنانا چاہیئے۔ اگر اتفاقیہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ہو تو نماز ہو جائے گی۔ اسی طرح بدعتی کے پیچھے بھی نماز ہو جائے گی۔ (جیسے روٹی پر ختم دینے والا یا تیجا یا ساتواں، کرنے کرانے والا)۔ مرزائی[1] کے پیچھے نماز نہیں ہوتی نہ مشرک[2] کے پیچھے ہوتی ہے۔ اگر

---

[1] مرزائی خواہ لاہوری ہو یا قادیانی، دونوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ دونوں خارج از اسلام ہیں۔ ۱۲
(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بے خبری میں کوئی پڑھ لے تو معلوم ہونے پر دوبارہ پڑھے۔

امام کا انتظار

اگر امام کے آنے کا پتہ نہ ہو اور نماز کی تاخیر کا خطرہ ہو تو موجودہ نمازیوں سے کوئی نماز پڑھاوے۔ ہاں اگر امام گھر میں موجود ہو تو اس کو اطلاع دینی چاہیئے اور اس کی انتظار کرنی چاہیئے۔ ہاں اگر امام کی عادت نماز مکروہ وقت پڑھانے کی ہو تو پھر اپنی نماز وقت پر پڑھ لینی چاہیئے۔

امام کس جگہ کھڑا ہو اور مقتدی کس جگہ

اگر دو(۲) آدمی ہوں تو مقتدی امام کے دائیں جانب برابری میں کھڑا ہو، جو مقتدی کو ذرا سا پیچھے کھڑا کرتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اگر تین یا زیادہ آدمی ہوں تو امام آگے کھڑا ہو۔ صف امام کی دونوں جانب سے برابر رہے، کسی طرف زیادہ نہ ہو۔ اگر عورت ہو تو اکیلی پیچھے کھڑی ہو، خواہ امام کے ساتھ دُوسرا آدمی ہو یا نہ ہو۔ اگر امام کے سوا ایک لڑکا اور ایک عورت ہو تو لڑکا امام کے ساتھ کھڑا ہو اور عورت اکیلی پیچھے کھڑی ہو اس مسئلہ میں محرم اور غیر محرم کا فرق نہیں بلکہ اگر بیوی ہو تو وہ بھی اکیلی پیچھے کھڑی ہو۔ ہاں اگر پیچھے جگہ نہ ہو تو درمیان میں کسی چیز چادر وغیرہ کا پردہ کر کے مرد کے برابر کھڑی ہو سکتی ہے۔ اگر صف پُوری ہو چکی ہو اور بعد میں کوئی آدمی اکیلا آوے تو صف کے درمیان سے ایک آدمی پیچھے کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کر لے اور جہاں سے آدمی کھینچا ہو اس جگہ کو ساتھ کے آدمی آپس میں پُر کر لیں۔ صف کے کنارے سے آدمی نہ کھینچا جائے کیونکہ امام کو صف کے درمیان رکھنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "تَوَسَّطُوا الْاِمَامَ (امام کو

ؔ لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرانے والا، قبروں کو سجدہ کرنے والا، مُردوں سے مُرادیں مانگنے والا، پیروں کی نذر نیاز دینے والا، غیر اللہ کو حاضر ناظر جاننے والا وغیرہ مُشرک ہے۔ ۱۲۰

درمیان میں رکھو) اگر کنارے سے کھینچ کر امام کے پیچھے لادے تو اس سے نماز میں زیادہ خلل واقع ہوتا ہے۔ امام مقتدیوں سے اونچی جگہ نہ کھڑا ہو ہاں تنگی جگہ کے وقت مقتدی اونچی جگہ کھڑے ہو سکتے ہیں مثلاً لوگ زیادہ ہو جائیں تو کچھ مسجد کی چھت پر چڑھ کر نماز ادا کر سکتے ہیں، لیکن امام کے متعلق کوئی صریح روایت نہیں آئی۔ صرف تعلیم کے لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منبر پر نماز پڑھائی جس میں آپ نے سجدہ نیچے اتر کر کیا۔

امام کے قریب پڑھے لکھے سمجھ دار آدمی کھڑے ہوں۔ لڑکوں کو پچھلی صف میں کھڑا کیا جائے، ہاں اگر پہلی صف میں جگہ خالی ہو تو لڑکے پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

مقتدی پر امام کی متابعت

مقتدی امام کی تابعداری کرے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں خدا اس کا سر گدھے کا سر نہ کر دے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص امام سے پہلے سر اوپر نیچے کرتا ہے اُس کی پیشانی شیطان کے قبضہ میں ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ مقتدی کو امام سے کچھ پیچھے رہنا چاہیے۔ اور براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ وسلم سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو ہم سے کوئی نہ جھکتا یہاں تک کہ رسول اکرمؐ اپنا ماتھا مبارک زمین پر رکھ لیتے۔

اس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مقتدی کو امام سے کتنا پیچھے رہنا چاہیے۔

جو شخص بعد میں آئے وہ امام کو جس حالت میں پائے اسی حالت میں امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اگر قیام میں شامل ہو تو مقتدی کی وہ رکعت ہو جائے گی بشرطیکہ سورۃ فاتحہ پوری پڑھ سکے۔ اگر امام کے رکوع جانے سے پہلے ایک دو آیتیں رہ جائیں، تو امام کے رکوع جانے کے بعد پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ مقتدی کو حکم ہے کہ اوپر

نیچے ہونے میں امام سے کچھ نیچے رہے۔ اس بنا پر ایک دو آیتیں امام کے رکوع جانے کے بعد پڑھ سکتا ہے مگر ایسا نہ ہو کہ اس کے پڑھتے پڑھتے امام رکوع سے سر اٹھالے۔

سجدہ سہو

نماز میں کسی جگہ بھول جائے مثلاً رکعتوں میں شک ہو جائے، یا سجدوں میں شک ہو جائے کہ دو کیے ہیں یا ایک یا درمیانہ تشہد[1] رہ جائے یا مقتدی کی کچھ نماز باقی ہو اور بھول کر سلام پھیر دے یا اس قسم کی کوئی اور غلطی ہو جائے تو اخیر میں دو سجدے کرے خواہ سلام پھیرنے سے پہلے کرے یا بعد، اس میں اختیار ہے۔ اگر سلام کے بعد کرے تو دوبارہ تشہد پڑھ کر سلام پھیرے یا بغیر پڑھے سلام پھیر دے، دونوں طرح اختیار ہے۔ نماز کے سجدہ کی طرح سجدہ سہو کو جاتے اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہے۔

جب رکعتوں کی تعداد میں شک ہو تو یقینی تعداد لے کر باقی پوری کرے، مثلاً دو یا تین میں شک ہو تو یہ سمجھے کہ میں نے دو پڑھی ہیں، اگر تین چار میں شک ہو تو یہ سمجھے کہ میں نے تین پڑھی ہیں ایک اور پڑھے۔ اسی طرح اگر سجدوں میں شک ہو کہ ایک کیا ہے یا دو تو ایک سجدہ اور کرے، اخیر میں دو سجدہ سہو کرے۔ اگر کسی درمیانی رکعت میں رکوع یا سجدہ رہ جائے تو اس رکوع یا سجدہ کو ادا کر کے اس کے بعد کی ساری رکعات لوٹائے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ اگر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو یاد آنے پر بیٹھ جائے خواہ پورا کھڑا ہو یا نہ ہو۔ بلکہ اگر رکعت بھی پڑھ لی ہو تو بھی بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے۔ لیکن اگر پورا کھڑا نہ ہوا ہو، تو پھر سجدہ سہو نہیں۔ تسبیحات وغیرہ سجدہ سہو کی وہی ہیں جو نماز کے اصل سجدے کی ہیں۔

---

[1] درمیانہ تشہد رہنے کی صورت میں اگر پورا کھڑا نہ ہو اور یاد آجائے تو اس صورت میں بیٹھ جائے اور اس پر سجدہ سہو نہیں اور اگر پورا کھڑا ہو جائے تو پھر نہ بیٹھے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔

حنفیوں کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ اگر نماز میں رہ گیا تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔ اہلِ حدیث وغیرہ کے نزدیک واجب نہیں سُنّتِ مؤکدہ ہے مگر سورۂ ص کا سجدہ وہ افضل ہے ضروری نہیں۔ سجدہ تلاوت کے واجب نہ ہونے کی دلیل حضرت عمرؓ کا ترک ثابت ہے۔ (بلوغ المرام وغیرہ)

سجدۂ تلاوت میں نماز والی تسبیح پڑھ سکتے ہیں اور مندرجہ ذیل کلمات بھی آئے ہیں:

(۱) سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ۔	(ترجمہ) میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا۔ اس میں تصرف اور طاقت سے کان اور آنکھ بنائے
(۲) اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا اَجْرًا وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَ اجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ (دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)	(ترجمہ) اے اللہ لکھ میرے لیے ساتھ اسکے اجر اور اس کی وجہ سے میرا گناہ دُور کر اور اس کو میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ کر اور اس کو مجھ سے قبول کر جیسے تُو نے اسے اپنے بندے داؤد علیہ السلام کے لیے کیا۔

پانچ نمازیں اور ان کی رکعات

دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ظہر، عصر، مغرب۔ عشاء اور فجر۔ ان کی کُل

سجدۂ شکر: جب اللہ کی طرف سے کوئی انعام ہو تو اس وقت بھی سجدہ کرنا چاہیئے اسکو سجدہ شکر کہتے ہیں۔ کوئی خاص تسبیح نہیں آئی۔ پس سجدہ نماز کی ہی تسبیح کافی ہے کوئی اور دُعا پڑھنی چاہے تو منع نہیں۔

نوٹ: سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر میں وضو شرط نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک وضو شرط ہے۔ سجدۂ آیات۔ کوئی نشانی زلزلہ یا سخت آندھی یا اس قسم کا کوئی اور حادثہ دیکھے تو سجدہ کرے۔ اس کو سجدۂ آیات کہتے ہیں۔

سجدہ سہو سے مقصود شیطان کا ذلیل کرنا ہے۔ اور دُوسرا فائدہ یہ ہے کہ اگر ایک آدھ رکعت زیادہ ہوگئی ہو تو یہ دونوں سجدے ایک رکعت کے قائم مقام ہو کر اس کو جفت کردیں گے اور یہ دو نفل ہوجائیں گے۔

تنبیہہ : مقتدی امام کے بھولنے کے وقت یاد دہانی کرائے۔ اگر مرد ہو تو سبحان اللہ کہے اور عورت ہو تو تالی بجائے یعنی ایک ہاتھ کی پشت یا تلی دُوسرے ہاتھ پر مارے۔

سجدۂ تلاوت

تلاوت کے معنے پڑھنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں ۱۵ سجدے ہیں انہیں سجدۂ تلاوت کہتے ہیں کیونکہ وہ قرآن مجید پڑھنے کے وقت کرنے پڑتے ہیں اور بالتبع سُننے والے کو بھی کرنے پڑتے ہیں خواہ ویسے پڑھے یا نماز میں۔

وہ سجدے حسبِ ذیل ہیں :

۱۔ سورۃ اعراف کے آخر میں پ ۸۔۹	۲۔ سورۃ رعد رکوع دوسرا پ ۱۳
۳۔ سورۃ نحل، رکوع چھٹا پ ۱۴	۴۔ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱۲ پ ۱۵
۵۔ سورۃ مریم، رکوع چوتھا پ ۱۶	۶۔۷۔ سورۃ حج رکوع ۲ اور ۱۰ پ ۱۷
۸۔ سورۃ فرقان رکوع پانچواں پ ۱۹۔۱۸	۹۔ سورۃ نمل رکوع دوسرا پ ۱۹
۱۰۔ سورۃ سجدہ رکوع دُوسرا پ ۲۱	۱۱۔ سورۃ ص رکوع دوسرا پ ۲۳
۱۲۔ سورۃ حم سجدہ رکوع پانچواں پ ۲۴	۱۳۔ سورۃ نجم کے اخیر میں پ ۲۷
۱۴۔ سورۃ انشقاق پ ۳۰	۱۵۔ سورۃ علق پ ۳۰

حنفیہ سورۃ حج کا دُوسرا سجدہ نہیں مانتے اور شافعیہ سورۃ ص کا سجدہ نہیں مانتے اور تین سجدے مفصّل کے بھی نہیں مانتے۔ سورۃ نجم، سورۃ انشقاق اور سورۃ علق کے تین سجدے پس حنفیہ کے نزدیک کُل چودہ ہوئے اور شافعیہ کے نزدیک گیارہ۔

رکعات ۱۷ ہیں۔ ظہر، عصر، عشاء کی چار چار، مغرب کی تین اور فجر کی دو۔ ہر دو رکعت پر قعدہ ہے۔ چار رکعت والی میں دو قعدے ہیں اور دو والی میں ایک اور مغرب کی نماز میں بھی دو ہیں۔ ایک دُوسری رکعت کے بعد، ایک تیسری کے بعد۔ بعض دفعہ امام کے ساتھ ملنے میں تین قعدے بھی ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ پائے تو امام کے ساتھ ایک قعدہ کرے گا۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پڑھ کر دُوسرا قعدہ کرے گا۔ کیونکہ اس کی دو رکعت ہو گئیں۔ تیسری رکعت پڑھ کر پھر قعدہ کرے گا۔ اس طرح سے تین قعدے ہو گئے، لیکن پہلا قعدہ امام کی اِتّباع کے لیے ہے اور باقی دو اپنے اپنے محل پر ہیں۔ بعض لوگ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پڑھ کر قعدہ نہیں کرتے بلکہ دو پڑھ کر قعدہ کرتے ہیں۔ ان کے دو ہی قعدے ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو رکعت اس نے امام کے ساتھ پڑھی ہے، وہ اس کی پچھلی ہے اور جو امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت پڑھی ہیں، وہ اس کی پہلی ہیں۔ پس جو قعدہ اُس نے امام کے ساتھ کیا ہے وہ اس کا اخیری قعدہ ہو گیا اور جو الگ دو رکعت پڑھ کر کیا ہے وہ پہلا ہے (جو دو رکعت کے بعد ہمیشہ ہوتا ہے، لیکن یہ مذہب ٹھیک نہیں کیونکہ اِس سے لازم آتا ہے کہ دو رکعت کے بعد کے قعدہ میں صِرف تشہد پڑھے اور درود شریف اور باقی دُعائیں نہ پڑھے۔ اسی طرح چار رکعت والی نماز میں امام کے ساتھ ایک رکعت پائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اخیر میں تشہد بھی نہ پڑھے ویسے سلام پھیر دے۔ کیونکہ جو قعدہ اس نے امام کے ساتھ کیا ہے وہ اس کا اخیری قعدہ ہو گیا اور جو امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت پڑھ کر کرے گا وہ اس کا پہلا قعدہ ہوا (جو دو رکعت کے بعد ہمیشہ ہوتا ہے) اب ایک رکعت اور پڑھ کر قعدہ کر کے تشہد پڑھنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ دُوسرے سجدہ سے سر اُٹھاتے ہی سلام پھیرنا چاہیے۔ حالانکہ اس کا کوئی

قائل نہیں۔ پس معلوم ہُوا کہ یہ مذہب ٹھیک نہیں بلکہ پہلا مذہب ٹھیک ہے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امام کے ساتھ پڑھتا ہے وہ اس کی پہلی نماز ہے اور جو امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے گا، وہ پچھلی نماز ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا یعنی جو نماز تم سے امام کے ساتھ رہ گئی ہے اس کو تمام (پُوری) کرو، تمام اخیر ہوتا ہے۔ پس جو رکعتیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے، وہ اس کی پچھلی ہوں گی۔ اور بعض روایتوں میں جو فَاَتِمُّوْا کی جگہ فَاقْضُوْا[1] آیا ہے تو اس سے وہ قضا مُراد نہیں جو فقہاء کی اصطلاح ہے کہ ایک شے وقت پر ادا نہیں ہُوئی تو اس کے عوض دوسرے موقع پر اس کو اپنے ذمہ سے اُتار دے بلکہ اس جگہ فَاقْضُوْا کا معنی اَتِمُّوْا کے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا" جب نماز جمعہ تمام (پُوری) ہو جائے تو اپنے کاروبار کے لیے زمین میں پھیل جاؤ۔" اس طرح سے دونوں روایتوں (فَاَتِمُّوْا اور فَاقْضُوْا) کا مطلب ایک ہو جائے گا اور ظاہر ہے کہ حتی الوسع روایتوں کو ملانا مناسب ہے پس ہر طرح سے پہلا مذہب ہی راجح ہُوا۔

دُعا: اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ یا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پہلی رکعت میں رہ جائے تو کب پڑھے؟

اُوپر کی تفصیل سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ امام کے ساتھ جو رکعت اس کو پہلے ملے۔ اگر اس میں شروع کی دُعا (اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ یا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ) رہ گئی تو پھر کسی اور رکعت میں نہ پڑھے کیونکہ یہ دُعا پہلی رکعت میں پڑھی جاتی ہے بعد کو نہیں پڑھی جاتی۔ اور اس کی

---

[1] ایک روایت میں فَاقْضِ مَا سَبَقَکَ آیا ہے اس کا مطلب بھی فَاقْضُوْا والی روایت کا ہے۔

پہلی رکعت وہی ہے جو اس نے امام کے ساتھ پہلے پائی ہے۔ جو لوگ یہ دُعا بعد کو (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ سرّی نمازوں میں یا پچھلی رکعتوں میں امام کے ساتھ ملے تو یہ دُعا پڑھے۔ اگر امام جہر سے قرأت کرتا ہو تو فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھے یہ دُعا کوئی فرض واجب نہیں کہ اس کے رہنے سے کچھ خرابی لازم آئے نہ اس کے رہنے سے سجدہ سہو پڑتا ہے۔ فافہم

قراۃ اور اس کا اندازہ

فاتحہ کے بعد قرآن مجید کے چھ حصے ہیں۔ (۱) آلمٓ سے سورۂ یُونس تک ایک حصہ ہے اس کا نام سَبع طِوال ہے یعنی سات سُورتیں لمبی (۲) سورۂ یُونس سے سورۂ شعراء تک دُوسرا حِصّہ ہے اس کو مائین کہتے ہیں یعنی اکثر سو سو آیتوں والی سُورتیں (۳) سُورۂ شعراء سے حُجُرات تک تیسرا حِصّہ، اس کو مثانی کہتے ہیں یعنی آیتوں کی تعداد میں مِائین سے ملتی جُلتی اور اس کے قریب (۴) حُجرات سے وَالنّاس تک کو مُفَصّل کہتے ہیں یعنی چھوٹی چھوٹی آیتوں والی سُورتیں جن کی آیتوں میں فاصلہ جلدی جلدی آتا ہے مُفَصّل کے پھر تین حِصّے ہیں (۱) حُجرات سے سورۂ بُروج تک طِوال مُفَصّل یعنی مفصل کی لمبی سُورتیں (۲) بُروج سے لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا تک وَسط مُفَصّل یعنی مُفَصّل کی درمیانی سُورتیں (۳) لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سے وَالنّاس قِصارِ مُفَصّل یعنی مُفصّل کی چھوٹی سُورتیں۔

یہ مُفَصّل کے تین حِصّے پہلے تین حصّوں سے مِل کر کل چھ ہو گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں اکثر طِوال مُفصّل سورتیں پڑھتے اور عشا میں وسط مُفصّل اور مغرب میں قِصار مُفصّل اور کبھی کبھی اس کے خلاف بھی کرتے۔ مثلاً نمازِ فجر میں قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور کبھی سورۂ مومنون اور حضرت ابوبکرؓ نے نمازِ فجر کی دونوں

رکعت میں سورۂ بقر ختم کردی اور حضرت عمرؓ نے سورۂ یوسف اور سورۂ حج پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں کبھی سورۂ طور پڑھی۔ اور کبھی سورۂ مرسلات پڑھی اور بعض روایتوں میں مغرب کی دو رکعت میں سورۂ اعراف بھی آئی ہے اور نماز ظہر میں سورۂ سجدہ کا اندازہ بھی آیا ہے اور ایک روایت میں اس کی ہر رکعت کا اندازہ ساٹھ آیتیں آیا ہے اور عصر میں اس سے نصف۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر میں سورۃ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھا کرتے تھے اور عصر میں اس کے قریب اور یہ بھی آیا ہے کہ ظہر کی پہلی دو رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ اور کوئی سی دو سورتیں پڑھتے اور دوسری دو رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے کبھی مقتدیوں کو سنانے کے لیے کوئی آیت بلند آواز سے بھی پڑھ دیتے اور پہلی رکعت دوسری سے زیادہ لمبی کرتے۔ عصر، مغرب اور فجر میں بھی اسی طرح کرتے اور ظہر، عصر، عشا کی اخیر دو رکعتوں میں اور مغرب کی اخیر ایک رکعت میں بھی فاتحہ کے بعد قرأت کرنی چاہے تو منع نہیں خواہ مقتدی ہو یا امام۔

غرض فاتحہ کے بعد قرأت کا کوئی اندازہ مقرر نہیں مگر اکثر مسنون طریق نمازِ فجر میں کچھ لمبی قرأت ہے اور باقی نمازیں اس سے ہلکی ہیں اور مغرب سب سے ہلکی ہے جیسے اوپر تفصیل ہو چکی ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ اکیلا ہو تو جتنی چاہے قرأت لمبی کرے اور جماعت میں مقتدیوں کا لحاظ رکھے مگر مقتدیوں کا ایسا لحاظ نہ چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر مسنون طریق چھوٹ جائے۔

تنبیہ: حدیث میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھتے تو اس کے ساتھ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہتے اور دوسری حدیث میں ہے جو شخص سورۃ وَالتِّينِ پڑھے اس کے اخیر میں بَلَىٰ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ کہے اور جو سورۃ

قیامت پڑھے اس کے اخیر میں بَلٰی یا رسُبحَانَکَ فَبَلٰی) کہے۔ اور جو مُرسلاتِ پڑھے، اس کے اخیر میں اٰمَنَّا بِاللّٰہِ کہے۔ اِن احادیث میں پڑھنے والے کا ذکر ہے، سُننے والے کے متعلق کچھ نہیں آیا کہے یا نہ۔ ہاں ایک روایت میں ذکر ہے کہ آپؐ نے سورۂ رحمٰن صحابہؓ پر پڑھی۔ صحابہؓ چُپ رہے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے جنوں پر یہ سورۃ پڑھی، وہ تم سے جواب میں اچھے تھے۔ جب میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہنچا تو وہ کہتے لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ وَلَكَ الْحَمْدُ۔ یعنی "اے خُدا! ہم تیری کسی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے اور حمد خاص تیرے ہی لیے ہے۔"

اِس روایت سے دوسری سورتوں کے متعلق امام شافعیؒ وغیرہ نے استدلال کیا ہے کہ سُننے والا یا مقتدی بھی کہہ سکتا ہے۔ اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ رات کی نماز میں جب کسی آیت پر پہنچتے جس میں رحمت کا ذکر ہوتا تو عذاب سے پناہ مانگتے۔

اِس حدیث کی بنا پر بعض عُلماء نے عام اجازت دی ہے کہ جہاں کہیں اس قسم کا لفظ آئے جس کے ساتھ کوئی دُعا مناسب ہو تو وہ دُعا کرے۔ جیسے سورۃ الغاشیہ کے اخیر میں کہتے ہیں: "اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ یعنی "اے اللہ! میرا حساب آسان کر دے"۔ اِسی طرح سُورۃ مُلک کے اخیر میں کہتے ہیں:

"اَللّٰهُ يَأْتِيْنَا بِهٖ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ یعنی خُدا ہمارے پاس پانی لائے گا اور وُہ ہمارا اور سب جہانوں کا ربّ ہے"۔

غرضیکہ اس قسم کی دُعائیں موقع محل پر مانگ لیتے ہیں، مگر جماعت میں زیادہ نہیں چاہیے کیونکہ اس میں دو نُقصان ہیں۔ اگر امام ہر جگہ پڑھے تو نماز میں زیادہ دیر ہوتی ہے اس میں مقتدیوں کا حرج اور اگر مقتدی ایسا کریں تو حدیث کا خلاف لازم آتا ہے کہ

فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایسا کرتے۔

ایک نماز کو دو مرتبہ پڑھنا اور ایک مسجد میں دو دفعہ جماعت کا کیا حکم ہے؟

اگر نماز اکیلا پڑھ چکا ہو (خواہ کوئی نماز ہو فجر ہو یا مغرب ہو یا عصر یا کوئی اور ہو) تو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے۔ یہ اس کی نفل ہو جائے گی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس میں بندہ کا کوئی دخل نہیں، خدا جس کو چاہے فرض بنا دے اور جس کو چاہے نفل۔ اگر جماعت کے ساتھ پڑھ چکا ہے تو پھر دوبارہ پڑھنی منع ہے۔ ہاں اگر کسی قوم کا امام ہو تو دوبارہ جا کر پڑھا سکتا ہے۔ اسی طرح جماعت سے فراغت کے بعد کوئی شخص اکیلا آجائے تو اس کے ساتھ مل کر بھی دوبارہ نماز پڑھا سکتا ہے تاکہ اس کو بھی جماعت کا ثواب مل جائے خواہ یہ امام بنے یا وہ۔ اور مسجد میں دوبارہ جماعت کا کوئی حرج نہیں، خواہ پہلے مصلے پر ہو یا اس جگہ سے الگ۔

سنتیں اور نوافل

حدیث میں ہے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ اگر نماز ٹھیک ہوگی تو کامیاب ہو جائے گا ورنہ خسارے والا ہو جائے گا۔ پہلے فرضوں کا حساب ہوگا اگر ان میں کوئی کمی رہ گئی تو وہ سنتوں نفلوں وغیرہ سے پوری کی جائے گی۔ اور عموماً ہمارے فرائض میں کمی رہ جاتی ہے اس لیے سنتیں وغیرہ مقرر ہوئیں تاکہ یہ کمی پوری ہوتی رہے۔ پس سنتوں سے بے پرواہی کرنا سخت خطرہ کا مقام ہے۔

دن رات میں بارہ سُنّتیں ہیں چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، دو فجر سے پہلے۔ جو شخص یہ بارہ رکعتیں پڑھے، خُدا تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں گھر تیار کرے گا۔ ظُہر کے بعد چار بھی آئی ہیں۔ فرمایا جو ظہر سے پہلے اور بعد چار چار پڑھے دوزخ کی آگ پر وہ حرام ہو جائے گا، اور ظہر سے پہلے دو بھی آتی ہیں۔ ان کے علاوہ ہر نماز سے پہلے اذان اور اقامت کے درمیان دو نفل ثابت ہیں۔ یہاں تک کہ مغرب کی نماز سے پہلے بھی دو نفل پڑھ سکتا ہے اور عصر سے پہلے چار رکعت بھی آئی ہیں اور دو بھی آئی ہیں۔ اور مغرب کے بعد چھ بھی آئی ہیں اور بیس بھی آئی ہیں۔ عشاء سے پہلے چار کی صریح[1] حدیث ثابت نہیں۔

مغرب کے بعد چھ رکعت کی حدیث کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ دو مغرب کے بعد کی رکعت اور چار عشاء سے پہلے یہ چھ مراد ہیں اور عشاء کی دو سُنتوں کے بعد چار رکعت آئی ہیں، اور مغرب، عشاء ظہر کے بعد سُنّتیں پڑھ کر بعض لوگ دو نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں، ان کا کوئی ثبوت نہیں بعض وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ ان کا بیان آگے وتروں کے ذکر میں آتا ہے۔

جُمعہ سے پہلے کتنی سُنّتیں پڑھے؟ اس کے متعلق کوئی روایت نہیں آئی۔ صرف یہ حدیث ہے: "جو شخص آئے اور امام خُطبہ پڑھ رہا ہو تو ہلکی سی دو رکعت پڑھ کر بیٹھے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم دو رکعت ضروری ہیں، اور بعد کم سے کم چار پڑھے۔ ہاں اگر گھر میں جا کر پڑھے تو دو بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور جُمعہ کے بعد چھ بھی آئی ہیں۔ جن کی صُورت یہ ہے کہ نمازِ جُمعہ سے سلام پھیر کر ذرا آگے پیچھے ہو کر دو رکعت پڑھے، پھر آگے پیچھے ہو کر چار پڑھے۔

سُنّتیں، نوافل اور وتر گھر میں پڑھنے افضل ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] البتہ مظاہر حق میں سعید بن منصور کے حوالے سے ایک روایت ذکر کی ہے۔ مگر حقیقت اس کی معلوم نہیں۔ ۱۲

کہ گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی اُن میں نماز پڑھو کیونکہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔

تنبیہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور مغرب کی سُنتوں میں پہلی رکعت میں قُلْ یَاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور دُوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ بہت پڑھتے۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ فجر کی سُنتوں میں پہلی رکعت میں آیۂ کریمہ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا۔ پہلے پارہ کی اخیری رکوع کی آیت پڑھا کرتے تھے اور دُوسری رکعت میں آیت کریمہ یَا اَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ سورۃ آلِ عمران کے ساتویں رکوع کی آیت پڑھا کرتے تھے۔

تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد

ہر وضو کے بعد کم از کم دو رکعت پڑھنی مسنون ہیں۔ ان کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ اگر کسی اور نماز کا وقت ہو اور وضو کے بعد وہ نماز پڑھی جائے تو وہی تحیۃ الوضو ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح جب مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے کم از کم دو رکعت پڑھے اس کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ اگر کسی دُوسری نماز کا وقت ہو اور وہ نماز پڑھی تو وہی تحیۃ المسجد ہو جاتی ہے۔

رات کی نماز (تہجّد) اور وِتر

رات کی نماز کی بہت فضیلت آئی ہے۔ خدا تعالیٰ پچھلی رات آسمانِ اوّل کی طرف نزول فرماتا ہے اور بندوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتا ہے کہ کوئی بخشش مانگنے والا ہے مجھ سے بخشش مانگ لے یا کوئی اور حاجت اس کی ہو تو میں پوری کر دوں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعت اور اکثر گیارہ رکعت اور کم سے کم سات رکعت ثابت ہیں۔ دو دو رکعت پڑھے، پہلی دو ہلکی ہوں اور باقی لمبی۔ اگر چار پڑھے تو بھی درست ہے۔ مگر

افضل دو دو ہی ہیں۔ اور ایک وِتر اخیر میں الگ پڑھے۔ اور اگر تین وِتر یا پانچ یا سات یا نو وِتر اکٹھے پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن تین یا پانچ کا طریق یہ ہے کہ درمیان التحیات نہ بیٹھے اور سات کا طریق یہ ہے کہ چھٹی رکعت پر التحیات بیٹھنا چاہے تو بیٹھ سکتا ہے اور نو کا طریق یہ ہے کہ آٹھویں پر التحیات ضرور بیٹھے اور اگر تین وِتر اس طرح پڑھے کہ دو رکعت الگ پڑھ کر سلام پھیر دے اور ایک رکعت الگ پڑھے تو یہ بھی دُرست ہے۔

اگر کوئی شخص اخیر رات اُٹھنے کا عادی ہو اور تہجّد پڑھتا ہو تو وہ پہلی رات وِتر نہ پڑھے بلکہ تہجّد کے بعد اخیر رات پڑھے کیونکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ "وِتر کو رات کی نماز کا اخیر کرو اور جو اخیر رات نہیں اُٹھتا وہ پہلی رات پڑھ لے۔ اگر کسی شخص نے اس خیال سے کہ شاید اخیر رات آنکھ کُھلے یا نہ، پہلی رات وِتر پڑھ لیے ہوں، پھر اخیر رات بھی آنکھ کُھل گئی تو اس کو دو طرح اختیار ہے، خواہ پہلی رات کے وِتر قائم رکھے اور اخیر رات جتنے نفل پڑھنے ہوں پڑھ لے، اور خواہ پہلی رات کے وِتر توڑ لے۔ یعنی اخیر رات جب اُٹھے تو پہلے ایک رکعت پڑھے، تاکہ پہلی رات کی ایک رکعت مِل کر دو نفل ہو جائیں پھر جتنے نفل پڑھنے ہوں پڑھ لے۔ پھر وِتر پڑھے خواہ ایک پڑھے یا زیادہ۔" عبدُاللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ اسی طرح کرتے تھے، یعنی وِتر توڑ کر نفلوں کے بعد دوبارہ پڑھ لیتے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ جو لوگ وِتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں یہ بہتر کام نہیں کرتے کیونکہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے امر فرمایا کہ رات کی نماز کا اخیر وِتر کرو تو پھر بعد نفل پڑھنے بہتر کس طرح ہونگے۔ ہاں اگر پڑھ لے تو جائز ہیں منع نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بعض دفعہ پڑھے ہیں۔ مگر جب ایک طرف آپؐ کا امر ہو اور دُوسری طرف آپؐ کا فعل، تو عمُوماً فعل سے جواز مُراد ہوتا ہے اور امر سے بہتر پس ہمیں بہتر صُورت اختیار کرنی چاہیئے۔

ایک بات یہاں یہ بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ہم بیٹھ کر نماز پڑھیں تو ہمیں آدھا ثواب ملتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا ثواب ملتا ہے۔ آپ ایک مرتبہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے تو ایک صحابی نے دیکھ کر آپ سے اس کا ذکر کیا۔ تو فرمایا میں تمہاری طرح نہیں، یعنی مجھے پورا ثواب ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتروں کے بعد نفل پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھے، ورنہ نصف ثواب ملے گا اور بہتر ان نفلوں کا ترک ہے۔ جتنے نفل پڑھنے ہوں پہلے پڑھ لے تاکہ رات کی نماز کا اخیر وتر ہو جائیں، اور نفلوں کا ثواب بھی مل جائے۔

وتروں میں کونسی سورتیں پڑھی جائیں

اگر تین وتر پڑھے خواہ اکٹھے پڑھے، خواہ دو رکعت الگ اور ایک رکعت الگ، تو پہلی رکعت میں سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھے اور دوسری میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے وَالنَّاس تک۔ اگر تین سے کم وبیش پڑھے تو پھر جونسی سورت چاہے پڑھے اور اگر سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ یاد نہ ہوں، تو پھر تین وتروں میں بھی جو یاد ہو پڑھے۔

وتر میں دعائے قنوت[1]

وتر میں رکوع سے سر اٹھا کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِهٖ۔

[1] دعا قنوت میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں۔ پس اٹھانے نہ اٹھانے میں اختیار ہے۔ ۱۲ منہ

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں ہدایت کر جن کو تُو نے ہدایت کی اور ان لوگوں میں مجھے عافیت دے جن کو تُو نے عافیت دی۔ اور اُن لوگوں میں مجھے دوست رکھ جن کو تُو نے دوست رکھا اور جو کچھ تُو نے مجھے عطا فرمایا اس میں میرے لیے برکت ڈال اور جو کچھ تُو نے فیصلہ کیا اس کے شر سے مجھے بچا کیونکہ تُو حکم کرتا ہے اور تجھ پر حکم نہیں کیا جاتا۔ بے شک جس کو تُو دوست رکھے وہ ذلیل نہیں ہوتا۔ اور جس سے تُو نے دشمنی کی وہ عزت نہیں پاتا۔ تُو برکت والا اور بلند ہے۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ خدا اپنے نبیؐ اور اس کی آل پر رحمت بھیجے۔"

مستدرک حاکم جلد ۳ صہ ۱۷۲ میں ہے حسنؓ بن علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے وتر میں جبکہ میں رکوع سے سر اٹھاؤں اور صرف سجدہ باقی رہ جائے یہ (اُوپر والی) دُعا[1] سکھائی اور سنن کبریٰ بیہقی جلد ۲ صہ ۲۱۰ میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نمازِ صبح اور وتر میں خود بھی یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ اور بیہقی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے ابنِ عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیں فجر کی نماز میں دُعا مانگنے کے لیے یہ دُعا سکھایا[2] کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا۔ الخ (بصیغۂ جمع)

وتروں کے بعد کی دُعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جب وتر سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کہتے تیسری دفعہ آواز زیادہ بلند کرتے۔ نیز وتر کے اخیر میں یہ دُعا پڑھتے:

---

[1] اس روایت میں وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ اور اَسْتَغْفِرُكَ سے اخیر تک نہیں اور اسی طرح بیہقی کی روایت میں بھی نہیں۔ ۱۲ منہ

[2] مقتدی اگر امام کے ساتھ آمین کرتا جائے تو بھی کافی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ ۔	ترجمہ: اے اللہ! میں تیری رضامندی کے ساتھ تیرے غضب سے پناہ پکڑتا ہوں اور تیری عافیت کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ پکڑتا ہوں اور تجھ سے تیرے ساتھ (یعنی تیری طرف سے شر پہنچنے سے تیری خیر کے ساتھ) پناہ پکڑتا ہوں

میں تیری ثنار کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تُو ایسا ہے جیسی خود تُو نے اپنی ثنار کی ہے۔

نوٹ : وِتروں کی تعداد اور کیفیّت کے متعلّق میں نے مُستقل رسالہ لکھا ہُوا ہے اِس کو ملاحظہ فرمائیں۔

تہجّد کے لیے جب اُٹھے تو وضو سے پہلے سورۃ آلِ عمران کا اخیر رکوع آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر پڑھے۔

نمازِ تراویح

نمازِ تراویح وہی تہجّد ہے صرف آسانی کے لیے اِس کو پہلی رات کر دیا گیا کیونکہ سب لوگوں کو پچھلی رات جاگنا مُشکل ہے۔ بخاری میں ہے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (اکثر) رمضان، غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھیں کبھی تیرہ بھی پڑھی ہیں۔ اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں جماعت کے ساتھ نمازِ تراویح صرف تین دن پڑھی گئی ہے۔ ابنِ حبّان اور قیام اللّیل میں حدیث ہے کہ ان دنوں میں آپ نے آٹھ رکعت ہی پڑھائی تھیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرض ہونے کے خوف سے جماعت ترک کر دی۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت تک جماعت متروک رہی۔ پھر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے جماعت قائم کر دی کیونکہ فرض ہونے کا خوف زمانہ وحی میں ہو سکتا ہے، بعد کو نہیں۔

مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ سے بیس[۲] بھی ثابت ہیں لیکن یہ غلط ہے ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہوئی۔ ہاں حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگوں نے بیس پڑھی ہیں۔ سو اگر کوئی نفل سمجھ کر آٹھ سے زیادہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ اس طرح سے بیس سے کم زیادہ بھی پڑھی گئی ہیں۔ چنانچہ سولہ۔ چوبیس۔ اکتالیس وغیرہ پر بھی عمل ہوتا رہا ہے۔ لیکن اصل اور سُنّت مؤکدہ وتر سمیت گیارہ ہی ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے یہی ثابت ہیں اور اسی کا حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔ باقی نوافل ہیں کوئی جتنے چاہے پڑھے۔

اشراق وچاشت (ضحےٰ) کی نماز

بعض لوگ اشراق اور چاشت کو دو نمازیں بتاتے ہیں۔ تھوڑا سا سورج اُونچا آنے کے بعد پڑھی جائے تو وہ اشراق ہے۔ اگر دُھوپ تیز ہونے کے بعد پڑھی جائے تو وہ چاشت ہے اور بعض لوگ دونوں کو ایک ہی کہتے ہیں، خواہ دُھوپ تیز ہونے سے پہلے پڑھی جائے یا بعد۔ ہاں دھوپ تیز ہونے کے بعد پڑھنا افضل ہے۔

حدیث میں ہے انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ ہر جوڑ پر اس کے ذمہ صدقہ لازم ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا ایک صدقہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا دُوسرا صدقہ ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا تیسرا صدقہ ہے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا چوتھا صدقہ ہے۔ اسی طرح نیکی کا حکم دینا پانچواں صدقہ ہے اور بُرائی سے منع کرنا چھٹا صدقہ ہے۔ اسی طرح تین سو ساٹھ عمل کرے تب وہ اس بوجھ سے ہلکا ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر دو رکعت چاشت کی پڑھ لے تو سارے جوڑوں کا صدقہ یک لخت ادا ہو جاتا ہے۔ چاشت کی نماز کی تعداد کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے

اگر کسی کو کچھ فراغت ہو تو افضل یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھ کر نماز کی جگہ بیٹھا رہے۔ یہاں تک کہ چاشت کی نماز سے فارغ ہو کر گھر کو لوٹے۔ آپؐ فرماتے ہیں اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

صلوٰۃِ تسبیح

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ نماز خاص طور پر اپنے چچا عبّاس رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی۔ فرمایا اس سے اگلے پچھلے، نئے پُرانے، چھوٹے بڑے، پوشیدہ ظاہر، قصداً اور بغیر قصد کے کیے ہُوئے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ طریقہ اس کا یہ ہے:

چار رکعت کی نیّت باندھے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سُورت پڑھے جب سُورت پڑھ کر فارغ ہو تو قیام میں پندرہ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ پھر رکوع میں (خواہ رکوع کی تسبیح سے پہلے یا بعد) دس مرتبہ پھر رکوع سے سر اُٹھا کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد) دس دفعہ۔ پھر سجدہ میں دس دفعہ (سجدہ کی تسبیح سے پہلے یا بعد) پھر دو سجدوں کے درمیان دس دفعہ (دو سجدوں کے درمیان کی دُعا سے پہلے یا بعد) پھر دُوسرے سجدہ میں دس دفعہ پھر دُوسرے سجدہ سے سر اُٹھا کر جلسہ استراحت میں دس دفعہ۔ یہ کُل ایک رکعت میں ۷۵ ہُوئے۔ اس کے بعد ہر رکعت میں اسی طرح ۷۵ پُورے کرے۔

یہ نماز ہر روز پڑھی جائے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ہر جُمعہ میں ایک مرتبہ ورنہ ہر سال میں ایک مرتبہ ورنہ عُمر میں ایک مرتبہ پڑھ لینی چاہیئے۔ وقت کوئی مقرر نہیں۔ خواہ دن میں پڑھے یا رات میں صرف مکروہ اوقات بچائے جن کا ذکر پہلے حصّہ میں ہو چکا ہے۔

صلوٰۃ استخارہ

انسان کو خُدا نے بے شک اختیارات دیئے ہیں، مگر باوجود اس کے کسی کام میں بغیر توفیقِ الٰہی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پھر انسان کو کامیابی کے بعد یہ معلوم نہیں کہ وہ کام اس کے لیے خیر ہوگا یا شر۔ اس لیے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے لیے استخارہ کی تعلیم دی ہے اور بڑی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث میں ہے: مَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ وَمَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ (اَوْ کَمَا قَالَ)

ترجمہ: جو مشورہ لے کر کام کرے وہ نادم نہیں ہوگا، اور جو استخارہ کے ساتھ کام کرے وہ نامُراد نہیں ہوگا۔

استخارہ کے معنے خُدا سے خیر مانگنے کے ہیں۔ نمازِ استخارہ کا طریقہ یہ ہے: دو رکعت فرضوں کے علاوہ پڑھے۔ خواہ رات میں یا دن میں۔ پھر یہ دُعا پڑھے خواہ التحیات میں یا سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر یا بغیر ہاتھ اُٹھائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ	ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرے علم کے
اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ	ذریعے خیر مانگتا ہُوں اور تیری قُدرت کے ذریعے قُدرت طلب
فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا	کرتا ہُوں اور تجھ سے تیرے فضلِ عظیم کا سوال کرتا ہُوں
اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ	کیونکہ تُو قدرت رکھتا ہے اور مَیں قُدرت نہیں رکھتا اور
عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ	تُو جانتا ہے اور مَیں نہیں جانتا۔ اور تُو علّامُ الغیوب ہے۔
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ	اے اللہ! اگر تُو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے دین میں
وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ	اور صُورتِ معاش میں اور انجام کار میں بہتر ہے تو
لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ	میرے لیے اس کو مقدر کر اور آسان کر پھر اس میں میرے

وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ	لیے برکت کر اور اگر تُو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے دین میں
شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ	اور صُورتِ معاش میں اور انجام کار میں شر ہے تو اس کو
اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ	مُجھ سے اور مُجھ کو اس سے پھیر دے۔ میرے لیے بھلائی
وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ۔	مقدر کر جہاں ہو، پھر مجھے اسکے ساتھ راضی کر"

یہ استخارہ کا طریق ہے خواہ ایک دن کرلے یا زیادہ کرے۔ کوئی بڑا اہم معاملہ ہو تو تین دن بھی کرسکتا ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیتُ اللہ شریف کی نئے سرے سے تعمیر کے لیے تین دن تک استخارہ کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو مُسلم)

استخارہ کے بعد بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سوجانا چاہیئے تاکہ نیند میں اس کو پتہ لگ جائے کہ یہ کام کرنا بہتر ہے یا نہیں۔ بیداری میں بھی دل کا میلان ایک طرف ہوسکتا ہے۔ اگر کرنے کی طرف مائل ہو تو کرے۔ اگر نہ کرنے کی طرف مائل ہو تو نہ کرے۔ اگر سونا چاہے تو اس کی بھی کوئی ممانعت نہیں۔ شاید خواب میں اس کو پتہ لگ جائے۔

نوٹ: اس دُعا میں هٰذَا الْاَمْرَ کی جگہ اس کام کا نام لینا چاہیئے مثلاً یوں کہے هٰذَا النِّكَاحَ یا هٰذِهِ التِّجَارَةَ یا هٰذِهِ الشِّرْكَةَ یا هٰذِهِ الزِّرَاعَةَ یا هٰذِهِ الْمُزَارَعَةَ وغیرہ۔

نمازِ حاجت

انسان ہر طرح سے محتاج پیدا ہُوا ہے۔ ہر طرح کی ضرورتیں اُسے گھیرے ہُوئے ہیں۔ رسُول اللہ صَلّی اللہ علیہ وسلّم نے حاجت روائی کے لیے صلوٰۃِ حاجت کی تعلیم دی ہے۔ خواہ دن میں یا رات میں کسی وقت پڑھے۔ صرف مکروہ اوقات سے بچے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب

اس کو خدا کی طرف یا کسی بندہ کی طرف سے کسی قسم کی حاجت ہو تو پہلے اچھی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے، پھر خدا کی حمد و ثنا کرے مثلاً سورۃ فاتحہ پڑھے۔ اس میں خدا کی حمد و ثناء ہے۔ پھر درود شریف پڑھے۔ پھر مندرجہ ذیل دعا پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

ترجمہ: خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، بُردبار سخی ہے اللہ پاک ہے۔ عرشِ عظیم کا رب ہے سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔ میں تجھ سے ان اسباب کا سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت کے موجب ہیں اور تیری بخشش کے ذرائع کا سوال کرتا ہوں اور ہر نیکی سے غنیمت اور گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں میرے لیے کوئی گناہ نہ چھوڑ مگر اس کو بخش دے اور نہ کوئی فکر مگر اس کو کھول دے اور نہ کوئی حاجت جس میں تیری رضا ہو، مگر اس کو پوری کر دے۔ یا ارحم الراحمین۔

صلوٰۃ سفر

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور مہربانی سے سفر میں کئی طرح سے نماز میں تخفیف کر دی ہے۔ راستہ میں جب کہ سفر کر رہا ہو سفر کی خاطر نماز میں جمع جائز ہے اور فرضوں میں چار رکعت والی نماز سے دو رکعت معاف ہیں۔ مغرب اور فجر کی سنتوں کے سوا باقی سنتیں بھی معاف ہیں۔ وتر اگرچہ معاف نہیں ہوئے لیکن سواری پر پڑھنے کی اجازت دے دی ہے۔ ویسے نفل سواری پر پڑھنا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ صرف ایک مرتبہ سواری کا رخ قبلہ کی طرف کرے

پھر جدھر منہ ہو پڑھتا جائے۔

سفر کی حد کم سے کم نو کوس ہے۔ نو کوس جانا ہو، خواہ پیادہ یا سواری ریل وغیرہ، پر تو اپنے گاؤں یا شہر سے نکلتا ہی دوگانہ شروع کر دے۔ اگر سفر میں کسی جگہ چار دن سے زیادہ قیام کی نیت کرے تو وہاں پوری نماز پڑھے۔ اگر چار دن یا چار دن سے کم قیام کی نیت ہو تو پھر دوگانہ پڑھے اور اگر تردّد ہو تو پھر خواہ کتنے ہی دن لگ جائیں دوگانہ پڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فتح مکّہ کے موقع پر اُنیس دن دوگانہ پڑھتے رہے۔ سفر میں پوری نماز بھی پڑھ سکتا ہے مگر دوگانہ افضل ہے۔

نمازِ جمُعہ

نمازِ جمُعہ ظہر کے قائم مقام ہے۔ اس کی دو رکعت کم کر کے ان کی جگہ خُطبہ کر دیا ہے۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔ بڑے بڑے کام اسی دن میں ہُوئے ہیں اور ہوں گے۔ یہاں تک کہ قیامت بھی جمُعہ کے دن ہوگی۔ اس دن میں عصر کے بعد مغرب تک ایک گھڑی ہے اس میں خُدا سے جو مانگے خُدا دیتا ہے۔ ایک جمُعہ پڑھنے سے اگلے جمُعہ تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور تین دن کا ثواب زیادہ ملتا ہے مگر اس میں شرط ہے کہ نہا دھو کر خُوشبو لگا کر جمُعہ کو آئے اور امام کے قریب ہو کر بیٹھے اور خُطبہ توجہ سے سُنے اور کوئی بیہودہ حرکت نہ کرے۔ اور لوگوں کی گردنوں سے پھلانگ کر نہ گزرے۔ فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے رہتے ہیں اور آنے والوں کو درجہ بدرجہ لکھتے ہیں۔ جو پہلے آئے اس کو اُونٹ کی قُربانی کا ثواب، جو دُوسری گھڑی میں آئے اس کو گائے کی قُربانی کا ثواب، پھر دُنبے کی، پھر مُرغی کی، پھر انڈے کی قُربانی کا ثواب ملتا ہے۔

جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ کر خطبہ سُننے لگ جاتے ہیں، اور لکھنا ترک کر دیتے ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں جُمعہ کی صرف ایک اذان تھی جو امام کے نکلنے کے وقت ہوتی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان زیادہ کر دی اب اختیار ہے خواہ کوئی ایک دے یا دو۔ کیونکہ خُلفائے راشدین کی سُنّت پر بھی عمل درست ہے اور اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں قریب قریب سب شہروں اور قریوں میں یہ اذان جاری ہوگئی۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ مسجد سے باہر دینی چاہیئے اس کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زوراء جگہ پر جو مسجدِ نبوی کے ساتھ بازار میں ایک جگہ تھی۔ یہ اذان دلائی کیونکہ وہ جگہ اُونچی تھی جو اذان کے لیے موزوں تھی۔ اب کسی مسجد میں کوئی ایسی جگہ موزوں ہو تو وہاں دے دے۔ جگہ کا مخصوص ہونا اذان میں داخل نہیں کیونکہ اصل مقصد اعلان ہے خصوصیت جگہ اذان میں داخل نہیں۔ اس کی زیادہ تفصیل ہم نے اپنے اخبار "تنظیم" جلد ۳ نمبر ۴ مورخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۳۴ء و نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء میں کی ہے۔

جُمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں الٓمّٓ سجدہ اور دُوسری رکعت میں هَلْ اَتٰی پڑھنی مسنون ہے اور نمازِ جمعہ میں سُورۃ جُمعہ اور منافقون یا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ مسنون ہے اور جُمعہ کی رات کو مغرب کی نماز میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتے تھے۔

خُطبہ جُمعہ

امام جب منبر پر چڑھے تو لوگوں کی طرف مُنہ کر کے السّلامُ علیکم کہے چنانچہ اس کی بابت طبرانی میں حدیث آئی ہے۔ لوگوں کو بھی چاہیئے کہ امام کی طرف مُنہ رکھیں۔ خُطبہ اور نماز دونوں درمیانے ہونے چاہئیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خُطبہ نماز سے چھوٹا ہو۔ مگر حدیث میں اس طرح نہیں آیا۔ حدیث میں صرف یہ آیا ہے کہ نماز لمبی کرنی اور

خُطبہ چھوٹا کرنا فقاہت کی علامت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عام وعظوں سے خطبہ چھوٹا ہونا چاہیئے نہ کہ نماز سے۔ کیونکہ دارمی میں حدیث ہے کہ خطبہ آپؐ لمبا کرتے تھے۔ خُطبہ میں کچھ قرآن مجید پڑھنا بھی ضروری ہے۔ اور موقع محل کے لحاظ سے کچھ نصیحت کی باتیں بھی ضروری ہیں خُطبہ سامعین کی زبان میں ہونا چاہیئے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ عربی میں ہونا چاہیئے وہ خُطبہ کے مقصد سے غافل ہیں اور ان کا یہ خیال بے دلیل ہے۔ آج کل دیوبندیہ نے دو خُطبے جاری کر دیئے ہیں، ایک اذان سے پہلے اُردو میں ایک اذان کے بعد عربی میں۔ اور کہتے ہیں کہ پہلا ویسے وعظ ہے اور دُوسرا اصل خُطبہ ہے۔ یہ اُنہوں نے ایک سلسلہ بدعیہ جاری کر دیا ہے۔ ایسا ہرگز ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔

خُطبہ کے دو حِصّے ہیں۔ دونوں کے درمیان بیٹھ جانا چاہیئے۔ جب خُطبہ میں کوئی شخص آئے تو دو رکعت ہلکی سی پڑھ کر بیٹھے۔ جس شخص کو جُمعہ کی ایک رکعت ملے وہ دُوسری ساتھ ملا لے۔ اس کا جُمعہ ہو جائے گا۔ اور جس کو ایک رکعت بھی نہ ملے وہ ظُہر پڑھے[1]۔

نمازِ عیدین

عید کی نماز سُنّت ہے۔ اس کی دو رکعت ہیں۔ عید کے میدان میں نمازِ عید کے اوّل آخر نفل پڑھنے ثابت نہیں۔ ہاں عیدین کی رات کی بابت آیا ہے کہ جو شخص اس کو زندہ رکھے اس کا دل جب کہ لوگوں کے دل مر جائیں گے نہیں مرے گا۔

عیدالفطر کی نماز ذرا تاخیر سے پڑھی جاتی ہے کیونکہ اس سے پہلے کھانا پینا مسنُون ہے۔ طاق کھجُوریں کھائے تو بہتر ہے اور نماز عیدالاضحےٰ ذرا جلدی پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بعد

---

[1] اگر تشہد میں بھی سلام پھیرنے سے پہلے مل جائے تو دو رکعت ہی پڑھے۔ حدیث شریف میں آتا ہے: مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا ساری نماز امام کے سلام پھیرنے سے ہی فوت ہوتی ہے۔

قربانی کی جاتی ہے۔

تلخیص الحبیر میں عید الفطر کی نماز کا وقت دو نیزہ بھر اور عید الاضحیٰ کی نماز کا وقت ایک نیزہ بھر آفتاب کا طلوع بتلایا ہے۔ اس نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں اور اس میں خطبہ جمعہ کے خطبہ کی طرح ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے اور یہ بعد ہے نیز اس کا سننا ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہی چلا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

عید الاضحیٰ کے دنوں میں خصوصیت سے تکبیرات بہت پڑھنی چاہئیں۔ خاص کر نمازوں کے بعد نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک زیادہ خیال رہے۔ مشہور تکبیریں یہ ہیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ فتح الباری میں یہ بھی ہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا۔

عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تکبیر تحریمہ کے سوا سات تکبیریں کہے۔ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ سے پہلے یا پیچھے اس میں اختیار ہے اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہے۔ بیہقی میں عید کی ہر تکبیر میں ساتھ رفع یدین کرنا روایت کیا ہے۔

نمازِ عید میں ویسے جو سورت یاد ہو، پڑھ سکتا ہے مگر مندرجہ ذیل سورتیں پڑھنا بہتر ہیں:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ یا سورۃ قٓ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ یا عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔

پانچ نمازوں اور جمعہ میں عورتوں کو شمولیت کی صرف اجازت ہے اور افضل گھروں میں پڑھنا ہے لیکن عیدین کی نماز میں شمولیت کی تاکید آئی ہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حیض والیاں اور نوجوان عورتیں بھی نکلیں، لیکن حیض والیاں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں صرف دعا میں شامل ہوں لیکن اپنی زینت کو چھپائے رکھیں اور پردہ سے نکلیں۔ عیدین میں آتے

جاتے رستہ بدل لینا چاہیئے۔

عیدین میں منبر باہر نکالنا ثابت نہیں بلکہ ویسے ہی خطبہ پڑھنا چاہیئے۔عیدین کی نماز جنگل میں مسنون ہے۔ ہاں بارش وغیرہ کا عُذر ہو تو مسجد میں بھی ثابت ہے۔ اور کمزوروں کو باہر جانا مشکل ہو تو ان کے لیے بھی مسجد میں پڑھنے کی اجازت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ سب پہاڑ کی طرف نکلیں اور بوڑھوں، بچّوں اور عورتوں کے لیے الگ امام کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں عید کے لیے باہر جگہ مقرر تھی ہاں عمارت بنانا ثابت نہیں جیسے آج کل لوگ بنا لیتے ہیں۔ البتہ جگہ مقرر ہونے سے اِتنا کل سکتا ہے کہ اس کی کچھ حد بندی کر دی جائے۔

گرہن کی نماز

یہ نماز بھی اہم نماز ہے۔ لوگ اس سے بہت غفلت کرتے ہیں۔ گرہن کے لگتے ہی اسس نماز میں مشغول ہو جانا چاہیئے اور صدقہ، خیرات اور دُعا۔ استغفار بھی گرہن کے وقت کرنا چاہیئے۔ گرہن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ گرہن کی نماز کم ازکم دو رکعت ہے۔ اس کی قرأت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ جب تک گرہن صاف نہ ہو برابر نماز، دُعا، استغفار میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اس نماز میں رکوعات کی تعداد عام نمازوں سے زیادہ آئی ہے۔ ہر ایک رکعت میں پانچ پانچ رکُوع تک آئے ہیں اور کم سے کم دو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اور پھر نئے سرے سے فاتحہ پڑھ کر بدستور قرأت شروع کرے پھر رکوع کر کے بدستور سابق پڑھے اسی طرح پانچ رکوع تک کرنے درست ہیں۔

اس نماز کے بعد مختصر سا خطبہ بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا جس میں گرہن کی وجہ بتائی کہ سُورج چاند اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔ جب تم گرہن لگا ہُوا دیکھو تو اللہ کو پکارو اس کی بزرگی

بیان کرو۔ نماز پڑھو اور صدقہ خیرات دو۔ اللہ کو اس بات کی بڑی غیرت آتی ہے کہ اس کا غلام یا اس کی لونڈی زنا کرے۔ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور بہت روتے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس موقع پر دوزخ کو دیکھا جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں جس کی وجہ ان کا کفر ہے۔ کسی نے کہا کیا عورتیں کفر باللہ کرتی ہیں؟ فرمایا: خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر ان کے ساتھ زمانہ بھر احسان کرتے رہو۔ پھر ذرا سی تکلیف دیکھ لے تو کہتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی خیر نہیں دیکھی۔ نیز فرمایا کہ (سورج چاند کو) گرہن کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے (تاکہ لوگ نافرمانیوں اور گناہوں سے باز آجائیں)۔

نمازِ استسقاء

جب قحط سالی ہو جائے تو جنگل میں نکل کر دو رکعت نماز پڑھنی چاہیئے۔ کسی نیک آدمی کو جس پر زیادہ حسنِ ظن ہو اس کو نماز کے لیے آگے کرنا چاہیئے۔ وہ دعا مانگے اور اس کے ساتھ سب دعا مانگیں۔ اس نماز میں بھی قرأت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ اس سے پہلے یا پیچھے مختصر سا خطبہ پڑھے۔ جس میں لوگوں کو گناہ اور نافرمانی سے ڈرائے اور توبہ تائب کرنے کی ترغیب دے کیونکہ آفت گناہوں کی شامت ہے۔

اس نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد متّصل ہے۔ بہت عاجزی اور انکساری کیساتھ شہر، گاؤں سے باہر سب لوگ نکلیں۔

دعائیں مختلف آئی ہیں۔ مختصر سی دعا مندرجہ ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَ انْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔	اے اللہ! اپنے بندوں اور چارپاؤں کو پانی پلا اور اپنی رحمت پھیلا اور اپنے شہر مُردہ کو زندہ کر۔

اس نماز کی خصوصیات سے دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ دُعا، اُلٹے ہاتھوں سے مانگی جاتی ہے اور ہاتھوں کے اُٹھانے میں مُبالغہ کیا جاتا ہے یہاںتک کہ بغلیں نظر آنے لگیں۔ دُوسری یہ کہ اس میں دُعا کرتے کرتے چادر اُلٹائی جاتی ہے جس کی صُورت یہ ہے کہ چادر کو کندھوں پر رکھ کر دائیں ہاتھ سے چادر کا بایاں پلّو اور بائیں ہاتھ سے چادر کا دایاں پلّو پکڑ کر کندھوں پر چادر کو پھیر دیں خواہ اُوپر کی طرف کے پلّو پکڑیں یا نیچے کی طرف کے۔ اگر اُوپر کی طرف کے پلّو پکڑیں گے تو اندر باہر آجائیگا اور دایاں بائیں ہوجائے گا۔ اگر نیچے کی طرف کے پلّو پکڑیں گے تو اُوپر نیچے ہوجائے گا اور دائیں بائیں ہوجائے گا۔ اندر باہر نہیں ہوگا اور اگر چاہیں تو نیچے کے دونوں پلّو، دایاں دائیں ہاتھ سے بایاں بائیں ہاتھ سے پکڑ کر چادر کی اُوپر کی طرف نیچے کر دیں اور اندر کو باہر۔

دُعا، بہت عاجزی سے مانگنی چاہیئے کیونکہ حدیث میں ہے کہ سلیمان علیہ السّلام کے زمانہ میں قحط سالی کے موقع پر ایک چیونٹی نے دُعا کی، بارگاہِ الٰہی میں قبول ہُوئی۔ انسان تو خدا کے نزدیک بڑی عزّت رکھتا ہے، بشرطیکہ خُدا کے سامنے اپنے گناہوں سے دل سے تائب ہو۔ خالی زبان سے استغفار کا کچھ فائدہ نہیں۔

یہُود نے اپنے نبی معیت میں استسقار کی دُعا کی تو اللہ نے نبی کی طرف وحی کی کہ ان لوگوں سے کہہ دو انہی ہاتھوں سے تُم نے ظلم کیے ہیں اور یہی میرے سامنے پھیلاتے ہو۔ مُجھے تمھارے مانگنے سے رحم نہیں آتا بلکہ تم پر میرا غضب زیادہ ہوتا ہے اسی طرح محرومی کی حالت میں لوٹ جاؤ۔ خُدا تعالیٰ ہمیں یہُود کی طرح بدنصیب اور محروم نہ کرے۔ آمین۔

جنازہ کے احکام اور اس پر نماز

جَنازہ (جیم کی زبر کے ساتھ) چارپائی معہ میّت کو کہتے ہیں اور جِنازہ (جیم کی زیر کے ساتھ) کے بھی یہی معنیٰ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جیم کی زیر کے ساتھ صرف میّت کی چارپائی ہے جس میں میّت نہ ہو اور جِنازہ کا اصل جَنَن ہے جس کے معنی سَتر (ڈھانکنے) کے ہیں۔ چونکہ چارپائی میّت کو ڈھانک لیتی ہے اس لیے میّت سمیت یا اکیلی چارپائی کا نام جنازہ ہو گیا۔

جنازہ کے متعلق بہت سے احکام آئے ہیں۔ منجملہ اُن کے نماز جنازہ ہے۔ پہلے اور دُوسرے ایڈیشن میں تو ہم نے نماز جنازہ پر ہی اِکتفا کی تھی۔ اب بعض دوستوں کی درخواست پر کچھ اور احکام اضافہ کیے جاتے ہیں۔ اگر پُورے احکام دیکھنے ہوں تو اس کے لیے مستقل رسالے کی انتظار کریں۔

سفرِ آخرت

دُنیا میں انسان کو بہت سے سفر پیش آتے ہیں اور وہ سب اختیاری ہیں۔ اور آخر کٹ جاتے ہیں مگر آخرت کو سفر نہایت خطرناک ہے۔ کیونکہ ایک تو اس کو جبرًا لے جایا جا رہا ہے۔ دُوسرے اس سفر کا مُسافر واپس نہیں آتا۔ تیسرے اس کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا تنِ تنہا جاتا ہے۔ چوتھے یہ اپنے کیے کی جزا سزا بُھگتنے جا رہا ہے۔ خُدا جانے نیکی سامنے آئے یا بدی۔ اس لیے یہ مُسافر بہت ہی قابلِ رحم ہے اور اس سے جتنی ہمدردی ہو سکے تھوڑی ہے۔

ہمدردی کی صُورتیں

جب اِنسان بیمار ہوتا ہے تو خواہ اس بیماری سے تندرست ہو جائے دل میں یہی خیال آتا ہے کہ یہ آخری وقت ہے۔ یہ خیال نہایت اچھا ہے کیونکہ ایک تو اس سے یہ سبق ملتا ہے:

جگہ دل لگانے کی دُنیا نہیں ہے   یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

دُوسرے انسان اپنی نیکی بدی یاد کرتا ہے۔ گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور معافی مانگتا ہے۔

لیکن بیمار پرسی کرنے والے کو بیمار کے پاس کوئی ایسا کلمہ نہیں کہنا چاہیئے جس سے اُس پر مایوسی غالب آجائے اور اس کا دل ٹوٹ جائے کہ اب میں صحتیاب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے اسکے دل کو ٹھیس لگے گی اور بیماری کی تکلیف بڑھ جائے گی اور یہ چیز بیمار پُرسی کے اُصول کے خلاف ہے کیونکہ بیمار پُرسی بیمار کے دل کو ڈھارس دینے کے لیے ہوتی ہے نہ کہ اس کی رہی سہی طاقت کو گرانے کے لیے۔ اسی بنا پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:

اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَہٗ فِیْ اَجَلِہٖ فَاِنَّہٗ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیُطِیْبُ بِنَفْسِہٖ۔ (مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض فصل ا)	جب تم مریض کے پاس جاؤ تو تاخیرِ اجل میں اسکی اُمید بڑھاؤ اگرچہ یہ چیز موت کو نہیں ٹال سکتی لیکن بیمار کے دل کو خوش کرتی ہے۔

مثلاً یُوں کہو: "لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْشَاءَ اللہُ" یعنی کوئی خطرناک بیماری نہیں ہے۔ خُدا چاہے تو یہ بُرائیوں کا کفارہ ہوگی اور گناہوں سے پاک کردے گی۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب کسی بیمار کے پاس جاتے تو یہی کلمات کہتے نیز آپؐ فرماتے ہیں کہ جب کسی مریض کے پاس جاؤ تو اُس سے اپنے لیے دُعا کراؤ۔ کیونکہ اس کی دُعا فرشتوں کی دُعا کی طرح ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث میں بظاہر تو بیمار پُرسی کی ترغیب ہے کہ انسان کے لیے مریض کے پاس جانے کا اور کوئی باعث نہ ہو تو کم از کم اس طمع ہی سے جائے کہ مریض سے دُعا کراؤں گا مگر درحقیقت اس میں بیمار کی بڑی دلجوئی ہے۔ اس سے دُعا کرانا گویا اسکو اس طرف توجہ دلانا ہے کہ بیماری سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ یہ باعثِ درجات ہے۔ اس سے مستجاب الدعوات ہونے کا مقام ملتا ہے اور خُدا تعالیٰ خصوصیت سے اس کی دُعا کو سُنتا ہے۔ یہانتک کہ اس کی دُعا فرشتوں کی دُعا ہے۔

ایک اور حدیث میں اس سے بھی بڑا درجہ آیا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
قیامت کے دن خدا تعالیٰ بندے سے کہے گا میں بیمار ہو گیا تُو نے میری بیمار پُرسی نہ کی۔ بندہ کہے گا
یا اللہ تُو ربّ العٰلمین ہے تو کس طرح بیمار ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں بیمار نہیں ہُوا بلکہ میرا
فلاں بندہ بیمار ہُوا۔ اگر تُو اس کی بیمار پُرسی کرتا تو اس کے پاس مجھے پا لیتا۔ (مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض)

اس حدیث سے بیمار کا مقام اِتنا بلند بتلایا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی بیماری کو اپنی بیماری قرار دیتے ہیں اور بیمار پُرسی کرنے والے کو اپنے وصال کا وعدہ دیتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی خوشخبری ہے کہ خُدا مل جائے۔ اس کے علاوہ اور خوشخبریاں بھی آتی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اچھی طرح محض ثواب کی نیّت سے اپنے بھائی مسلمان کی بیمار پُرسی کرے تو وہ ساٹھ سال کی مسافت پر جہنّم سے دُور کیا جاتا ہے۔

نیز رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مریض کے پاس بیمار پُرسی کے لیے صبح جائے ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے بخشش و رحمت کی دُعا کرتے ہیں اور جو شام کو بیمار پُرسی کے لیے جائے اس کے لیے شام سے صُبح تک ستر ہزار فرشتے یہی دُعا کرتے ہیں۔ اور اس کے لیے جنّت میں باغ ہوتا ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس کا بیمار پُرسی کے لیے آنا جانا اللہ کی رحمت میں ہوتا ہے۔

اِس قسم کی تمام خوش خبریاں اس بنا پر ہیں کہ جیسے بیمار ظاہر عاجز مسکین ہوتا ہے ایسے ہی اس کے دل میں بھی شکستگی اور عاجزی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ آن بان اس کی ٹوٹ جاتی ہے اور بے بسی کے عالم میں بیچارہ اُمید بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے کہ کوئی اس کا سہارا بنے۔ اس وقت خصوصیّت سے اس کو خُدا یاد آتا ہے، اور یہی چیز خُدا بندے سے چاہتا ہے۔ بس یہ وجہ ہے کہ بیمار کا مقام خُدا کے ہاں بلند ہوتا ہے۔ خُدا اس کی سُنتا ہے اس کے قریب ہوتا ہے اور جو

اس کی دلجوئی کرتا ہے اور اس کا سہارا بنتا ہے اس کا مقام بھی بلند ہوتا ہے۔ اس کو خُدا کا قُرب حاصل ہوتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دُعا کرتے ہیں۔ بیمار پُرسی اور تیمارداری بڑا عمل ہے۔ اس میں سُستی نہ کرنی چاہیئے مُسلمان کے مُسلمان پر جہاں اور حقوق ہیں۔ ان میں یہ بھی ایک اہم حق ہے۔ بیمار کے پاس جائے اور اس کی دلجوئی کرے۔ اور اس کو تسلّی دے۔ چنانچہ اُوپر تفصیل ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ اور صُورتیں بھی ہیں مثلاً بیمار کو دبانا، اس کا علاج کرنا، نیک کلام سے اس پر دم کرنا۔ اس کی شفا کے لیے دُعا کرنا۔ اور حتی الوسع اس کی چاہت پُوری کرنا۔ جیسے مشکوٰۃ میں ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جب مریض کسی چیز کی اشتہار چاہت کرے تو وہ چیز اس کو کھلا دے۔ (کیونکہ سچّی اشتہار کے پُورا ہونے میں اکثر شفا ہوتی ہے)

غرض اس قسم کی بہت صُورتیں ہیں جن سے بیمار کی ہمدردی ہوتی ہے۔ ہم مشکوٰۃ شریف سے یہاں چند احادیث اور نقل کرتے ہیں۔ خُدا ان پر ہمیں عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

(۱) ابُوسعید خدری رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جبرائیل علیہ السّلام آئے اور کہا: اے محمدؐ! آپ بیمار ہیں؟ کہا ہاں۔ جبرائیل علیہ السّلام نے یہ دم کیا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ۔	ترجمہ: اللہ ہی کے نام سے تجھے دم کرتا ہُوں۔ ہر موذی چیز سے، ہر نفس کی شر سے، ہر حسد کرنے والی آنکھ کی شر سے۔ اللہ تجھے شفا بخشے۔ اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہُوں۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیمار ہوتے، تو مُعوّذات (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) سے اپنے اُوپر دم کرتے اور ہاتھ اپنے جسم پر مل لیتے، اور جب آپ کے اہل بیت سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو اس پر بھی

معوذات کے ساتھ دم کرتے۔ (حوالہ مذکورہ)

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ہم سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بدن پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا۔ (حوالہ مذکور)

ترجمہ: اے لوگوں کے رب! بیماری دور کردے اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کسی کو شفا کا اختیار نہیں ایسی شفا دے کہ بیماری بالکل نہ رہے۔

④ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب کوئی شخص بیماری کی شکایت کرتا یا اس کے پھوڑا پھنسی نکلتا یا زخم ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کے ساتھ لعاب مبارک لگا کر انگلی زمین پر ٹیک کر فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔ (مشکوٰۃ مع شروح)

ترجمہ: خدا کے نام سے ابتدا ہے، ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کی انگلی سے لگی ہے ہے تاکہ ہمارے مریض کو خدا کے حکم سے شفا ہو جائے۔

پھر وہ انگلی بیماری کی جگہ پر مل دیتے۔

⑤ عثمان بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بدن میں کسی جگہ درد تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں درد ہوتا ہے وہاں ہاتھ رکھ اور تین دفعہ بسم اللہ کہو اور سات دفعہ یہ کلمات کہو:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

ترجمہ: اللہ کی عزت اور قدرت کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اس بیماری کی شر سے جو پاتا ہوں اور جس سے بچاؤ کرتا ہوں۔

عثمان بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ خدا نے مجھے شفا دے دی۔

(۶) ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کوئی مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے پس سات دفعہ کہے:

اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ۔	ترجمہ: میں اللہ بزرگ رب عرش بزرگ سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا بخشے۔

اس بیمار کو ضرور شفا ہو جاتی ہے مگر یہ کہ اس کا وقت (موت) آگیا ہو۔

(۷) ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخار اور تمام دردوں کے لیے یہ دُعا سکھلایا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔	ترجمہ: خدا بزرگ کے نام سے ابتداء، اللہ بزرگ کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں ہر جوش مارنے والی رگ کی شر سے اور آگ کی شر سے۔

(۸) ابُوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے ہیں جس کو کسی قسم کی بیماری کی شکایت ہو یا اس کا بھائی اس کے پاس کسی بیماری کی شکایت کرے تو حسب ذیل دُعا پڑھے۔ اس کا شفا نصیب ہو گی۔

رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اِسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ اِغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَخَطَايَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ	اے رب ہمارے اللہ! جو آسمان میں ہے۔ (اے اللہ) تیرا نام پاک ہے حکم تیرا زمین و آسمان میں جاری ہے جیسے تیری رحمت آسمان میں ہے پس زمین میں بھی اپنی رحمت فرما۔ ہماری خطائیں و گناہ بخش دے ــــ تُو پاکبازوں کا رب ہے۔ تو اس بیمار پر اپنی رحمت

رَحْمَتِكَ وَ شِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ — سے رحمت اُتار۔ اور اپنی شفاء سے شفاء دے۔
عَلٰی هٰذَا الْوَجَعِ۔

تنبیہ: آپ کا یہ فرمان کہ "تیری رحمت آسمان میں ہے تُو زمین میں بھی رحمت فرما"۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ آسمان میں گناہ نہیں ہوتے، زمین میں ہوتے ہیں اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مصائب کا اصل سبب گناہ ہیں۔ پس گناہوں کو یاد کر کے توبہ کرنی چاہیئے اور بخشش مانگنی چاہیئے تا کہ اللہ تعالیٰ جلد مہربانی فرمائیں۔

(۹) عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب کوئی شخص مریض کی بیمار پرسی کے لیے آئے تو یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ — اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے تیرے دشمن کو زخمی کریگا
عَدُوًّا اَوْ يَمْشِيْ لَكَ اِلٰى — یعنی اس سے جہاد کرے گا یا تیری رضا کے لیے کسی کے
جَنَازَةٍ۔ — جنازہ پر جائے گا۔

تنبیہ: اس حدیث میں انسان کی صحت و تندرستی کا مقصد بتلایا ہے! ایک دینِ الٰہی کی خدمت اس سے حقوق اللہ کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرے بھائی کی ہمدردی، اس سے حقوق العباد کی طرف اشارہ ہے۔ اگر صحت و تندرستی کی یہ غرض و غایت نہ ہو، تو پھر بہتر ہے کہ ایسے بیمار کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس بلا لے۔ تا کہ آئندہ گناہ کی زیادتی نہ ہو۔ پس بیمار کو چاہیئے کہ خدا کے ساتھ صدق دل سے عہد کرے کہ بقیہ زندگی نیکی میں گزاروں گا۔ واللہ الموفق۔

فصل رابع مشکوٰۃ۔ باب عیادۃ المریض صہ ۱۴۲ میں بحوالہ ترمذی شریف میں لکھا ہے:
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور

میں بیمار تھا اور کہہ رہا تھا: "یا اللہ! اگر میرا وقت آ گیا ہے تو مجھے (موت) کے ساتھ آرام دے اور اگر دیر ہے (تو صحت کے ساتھ) اُٹھا دے، اور اگر آزمائش ہے تو صبر دے۔ آپؐ نے فرمایا تُو نے کیا کہا؟ میں نے یہ کلمات لوٹائے۔ آپؐ نے فرمایا: "اَللّٰھُمَّ اشْفِہٖ وَعَافِہٖ"

ترجمہ: اے اللہ! اس کو شفا دے اور عافیت بخش۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں اس بیماری سے کبھی بیمار نہیں ہوا۔

اِن کے علاوہ بھی بہت صُورتیں آئی ہیں جیسے: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل ہر تکلیف کے لیے مجرّب ہے۔ (ان کا کھُلا وظیفہ کیا جائے نہ کوئی تعداد ہے اور نہ وقت کی پابندی) نیز سُورۃ فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہے جتنی دفعہ چاہے پڑھ کر دم کر دے۔ یہ چند دم جھاڑ اور دُعائیں اس لیے لکھ دی گئی ہیں کہ لوگ شرکیہ دم جھاڑ سے بچیں اور قرآن و حدیث کے بتلائے ہُوئے وظائف پر اکتفا کریں۔ ان میں کئی فائدے ہیں۔ ایک شرک سے بچاؤ۔ دُوسرے اجر و ثواب، تیسرے تکلیف سے رہائی اور بیماری سے شفا۔ اور شرکیہ دم جھاڑ سے ایمان تو پہلے ہی رُخصت ہو جاتا ہے۔ اگر شفا نہ ہو، تو خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ ہو گیا۔ اور قرآن و حدیث کے وظائف میں اگر کسی قصُور کی وجہ سے کسی وقت شفا نہ ہو تو ثواب سے تو محروم نہیں رہے گا۔ پھر قرآن و حدیث کو چھوڑ کر لوگوں کے عملیات کی طرف رجُوع کرنا اس میں خدا اور رسُولؐ کی توہین ہے جو مُسلمان کے لائق نہیں۔ پس مُسلمان کو چاہیئے کہ خدا و رسُولؐ کی باتوں پر یقین رکھ کر انہی پر اکتفا کرے اور خود کو زیادہ پریشانیوں میں نہ ڈالے۔

اِس میں شُبہ نہیں کہ انسان جب مصیبت میں گھِر جاتا ہے تو حواس باختہ ہو کر چاروں طرف ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ ایسے موقع پر اس کو حلال و حرام اور شرک و بدعت کی بھی تمیز نہیں رہتی اور

بعض اوقات اسی حال میں موت واقع ہو جاتی ہے اور خاتمہ خراب ہو جاتا ہے، مگر یہ کمزوریٔ ایمان کا نتیجہ ہے۔ جس کا ایمان مضبوط ہو اور عقیدہ پختہ ہو کہ بیماری اور شفاء، موت و حیات سب خدا کے ہاتھ میں ہے ایسے شخص کا خدا حامی اور مددگار رہتا ہے۔ اس پر خواہ کتنی ہی مصیبت آئے وہ گھبراتا نہیں، بلکہ خدا کی طرف اس کا زیادہ رجوع ہوتا ہے۔ سو انسان کو اپنا ایمان اور عقیدہ مضبوط کرنا چاہیے۔ یہی تمام پریشانیوں کا علاج ہے اور اسی میں دین و دنیا کی کامیابی ہے۔ واللہ الموافق۔

بیمار پرسی کتنے دن بعد کرے

مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض، فصل ۳ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادتِ مریض (مریض کی بیمار پرسی) نہیں کرتے تھے مگر تین دن گزرنے کے بعد۔

اس میں راز یہ ہے کہ بیمار پرسی دلجوئی کے لیے ہوتی ہے اور دلجوئی کی ضرورت گھبراہٹ کے وقت ہوتی ہے اور گھبراہٹ عموماً بیماری کے کچھ لمبا ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن بعد جاتے لیکن یہ ان بیماریوں کے متعلق ہے جو عارضی ہیں جیسے بخار، نزلہ کھانسی یا آنکھیں دُکھنی آگئیں یا پھوڑا پھنسی وغیرہ۔ اگر کوئی خطرناک بیماری پیدا ہو جائے تو اس کے لیے فی الفور پہنچنا چاہیے۔

ہلکی بیماری میں بھی بیمار پرسی ہے

زیدؓ بن ارقم کہتے ہیں میری آنکھیں دُکھنی آگئیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو آئے۔ (حوالہ مذکورہ)

تنبیہ: بیمار پرسی کا ایک فائدہ محبت کا رابطہ بڑھانا بھی ہے۔ سو بیماری خواہ ہلکی سی ہو بیمار کے پاس جا کر حال احوال پوچھنے سے بیمار بڑا متاثر ہوتا ہے اور رابطہ محبت بڑھ جاتا ہے۔

بیمار پرسی کے آداب اور اس کا طریقہ

فصل رابع مشکوٰۃ صـ۱۳۲ میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پُوری بیمار پُرسی یہ ہے کہ بیمار کے ماتھے پر یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پُوچھے کیا حال ہے؟ اور ملاقات کے وقت سلام کا تحفہ مصافحہ سے مکمّل ہوتا ہے ماتھے پر یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیمار پُرسی کرنا اس سے زیادہ دلجوئی حاصل ہوتی ہے۔

فصل ثالث مشکوٰۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیمار پُرسی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بیمار کے پاس تھوڑا بیٹھے تاکہ گھر والوں کو تکلیف نہ ہو اور بیمار کے پاس شور و شر نہ کرے (تاکہ بیمار تنگ نہ ہو)۔

بیمار کیا جواب دے

فصل رابع مشکوٰۃ ص۱۴۲ میں عطا رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیمار کے پاس خدا تعالیٰ دو فرشتے بھیجتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ بیمار پُرسی کرنے والوں کو بیمار کیا جواب دیتا ہے؟ اگر وہ اللہ کی حمد و ثنا کرے تو فرشتے حمد و ثنا کی ڈائری دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں خدا تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں: اگر میں نے اپنے بندہ کو اس بیماری میں وفات دی تو اس کو جنّت میں داخل کروں گا۔ اور اگر شفا دی تو اس کا گوشت پوست خون پہلے اچھا بدل دوں گا۔ (کیونکہ گناہوں سے پاک ہوگا یا زیادہ صحت والا ہوگا) اور اس کی برائیاں دُور کر دوں گا"

پس بیمار کو چاہیئے کہ تنگ نہ ہو اور کسی قسم کا شکایتی کلمہ زبان سے نہ نکالے، بلکہ خدا کی رضا کے ساتھ راضی رہے۔

مشکوٰۃ فصل اوّل میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام السائبؓ کے پاس آئے، وہ بخار کی وجہ سے کانپ رہی تھیں۔ فرمایا کانپتی کیوں ہو؟ کہا بخار ہے لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا۔" (خدا اس میں برکت نہ دے) فرمایا بخار کو گالی نہ دے۔ یہ بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح لے جاتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کو لے جاتی ہے۔

اور مشکوٰۃ فصل ثانی میں ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بخار کا ذکر ہُوا۔ تو ایک شخص نے بخار کو گالی دی۔ آپؐ نے فرمایا گالی نہ دے یہ گناہوں کو اس طرح دُور کرتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل کو۔

اور شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا۔ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب اپنے بندے مومن کو بیماری میں مُبتلا کروں اور وہ میری حمد وثنا کرے تو میں اس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دیتا ہوں جیسے ماں کے جننے کے دن تھا۔ نیز اللہ تعالیٰ (فرشتوں کو) فرماتے ہیں میں نے اپنے بندہ کو قید کر لیا ہے۔ جو عمل یہ صحت میں کرتا تھا۔ برابر جاری رکھو یعنی لکھتے رہو۔ (حوالہ مذکورہ)

غرض بیمار کو اچھے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں اور خدا پر نیک گمان رکھنا چاہیئے، کیونکہ خدا ارحم الراحمین ہے۔ اور بندے کی مصلحت بندے سے بہتر جانتا ہے بلکہ بیماری کے علاوہ کوئی اور شے تکلیف کا باعث ہو تو اس کو بھی بُرا بھلا نہ کہے۔

مشکوٰۃ باب الریاح میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھا۔ (آندھی چلی) اس نے آندھی پر لعنت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہوا پر لعنت نہ کرو۔ کیونکہ وہ اپنے اختیار سے نہیں آئی بلکہ خُدا کے حکم سے آئی ہے۔ خدا کی قسم جو کسی چیز کو لعنت کرے اور وہ لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے، اور اُبی بن کعب سے روایت ہے کہ رسُول اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ ہوا کو گالی نہ دو۔ جب تم کوئی شے تکلیف کا باعث دیکھو تو یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا کی خیر مانگتے ہیں اور جو چیز اس کے اندر (گرد وغبار جبّا وغیرہ) ہے

بِهٖ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ۔

اس کی بھی خیر مانگتے ہیں اور جس مقصد کے لیے بھیجی گئی ہے اس کی بھی خیر مانگتے ہیں۔ اور اس ہوا کی شر سے اور جو اس کے اندر ہے اس کے شر سے اور جس مقصد کے لیے بھیجی گئی ہے اس کی شر سے تیرے ساتھ پناہ پکڑتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ کائنات کا سلسلہ خدا کا جاری کیا ہوا ہے اس کے حق میں کوئی ایسا ویسا لفظ کہنا اس کی زد خدا پر پڑتی ہے جس میں کفر کا خطرہ ہے۔ اس لیے محتاط رہنا چاہیئے۔ اسی بنا پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمانہ کو بُرا نہ کہو۔ یہ خُدا کو گالی ہے۔ کیونکہ زمانہ کا چکّر خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ بعض دفعہ بے خیالی اور بے پروائی سے انسان کی زبان سے کوئی کلمہ نکل جاتا ہے اور اس سے جہنّم کے گڑھے میں گر جاتا ہے اور بعض دفعہ اچّھا کلمہ کہتا ہے اس کے خیال میں اِتنی اہمیت نہیں رکھتا مگر خُدا اس کی وجہ سے اس کو اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ حفظ اللسان الخ)

پس انسان کو زبان کے معاملہ میں بہت محتاط رہنا چاہیئے اور بُرے خیالات دل سے نکال دینے چاہئیں اور اسی سلسلۂ کائنات کی قسم سے بیماریاں ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے آتی ہیں۔ اس بارہ میں بیمار کو بہت احتیاط رکھنی چاہیئے۔ خدا کے آگے توبہ تائب کرے اور گناہوں کی معافی مانگے اور خدا سے عہد کرے کہ آئندہ گناہ پر جرأت نہیں کروں گا۔ اور حتی الوسع رضاء الٰہی کو پیشِ نظر رکھوں گا۔ اور بیمار پُرسی کرنے والوں کو بھی چاہیئے کہ کوئی خیر خواہی اور نصیحت کی باتیں کریں جن سے ایمان تازہ ہو اور آخرت یاد آئے نہ کہ دُنیا کے قصّے اور کاروباری سلسلے لے کر بیٹھ جائیں جیسے آج کل عام دستور ہے کہ خدا و رسُول کی بات یا ذکر کی بات کوئی کم ہی کرتا ہے۔

جب اپنے دل میں خُدا کا ڈر نہ ہو۔ اور گناہ سے پرہیز نہ ہو تو پند و نصائح کی باتیں کس طرح کہہ سکتا ہے حالانکہ بیمار پُرسی کی مجلس محض دینی مجلس ہونی چاہیئے۔ اور علاج معالجہ اور اس کا مشورہ بھی دینی حدود کے اندر ہونا چاہیے۔ بعض حکیم، ڈاکٹر نمونیہ وغیرہ میں شراب پلا دیتے ہیں۔ خدانخواستہ موت کا حادثہ ہو گیا تو اس کا حشر کیا ہو گا۔ خدا سے مُلاقات اور پیٹ میں شراب اِنَّا لِلّٰہ، یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جان سے ایمان کی حفاظت مقدم ہے۔ جو اس بات کو نہ سمجھے یا اُس پر عمل نہ کرے۔ وہ خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃ ہے، اللہ اس سے بچائے۔ (آمین)

محتضر کا بیان

بیماری کے مختصر احکام بیان ہو چکے، جب بیماری نازک حالت اختیار کر لے، اور موت کے آثار ظاہر ہو جائیں تو اب یہ مریض کی حد سے نکل کر محتضر کے مقام کو پہنچ گیا۔ محتضر وہ ہے جس کو موت حاضر ہو جائے اور اس کی جان رخصت ہونے لگے۔ اب اس کے ساتھ ہمدردی کی یہ صُورت نہیں کہ اس پر دَم جھاڑ کرے یا اس کی صحت و تندرستی کی دُعا کرے یا اس کو صحت و تندرستی کی تسلی دے۔ کیونکہ یہ صُورتیں اس وقت ہوتی ہیں جب صحت یاب ہونے کی کُچھ اُمید ہو۔ جب پُوری مایوسی ہو چکی تو اب ہمدردی کی اور صُورتیں ہیں۔ اس موقع پر حالت بہت نازک ہوتی ہے، اور کئی قسم کی تکلیفیں جمع ہو جاتی ہیں۔ مرنے والے کی جان کنی کی تکلیف، اس کے ایمان کا فکر، آپس میں جُدائی کا صدمہ وغیرہ۔

فصل رابع مشکوٰۃ کے صـ ۱۴۸ میں ہے۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں مرنے والوں کے پاس آؤ، اور اُن کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرو۔ اور ان کو جنّت کی خوشخبری دو۔ یہ ایسا نازک موقع ہے کہ بڑے بڑے دانا اس میں حیران ہو جاتے ہیں۔ خُدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ملک الموت کا دیکھنا تلوار کی ہزار ضرب سے بھی سخت ہے۔ خُدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جان نہیں نکلتی جب تک ایکلی ایکلی رگ علیحدہ علیحدہ دُکھ نہ اُٹھائے۔

تنبیہ : حدیث میں ہے " بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ اگر اکیلا اکیلا جوڑ علیحدہ علیحدہ دُکھ اٹھائے تو گویا ایک وقت میں تین سو ساٹھ دُکھ جمع ہو گئے اور انسان کا ایک جوڑ دُکھتا ہو تو سارا بدن بے قرار ہو جاتا ہے تو بیک وقت اتنے دُکھ کس طرح برداشت کرے گا۔ خدا رحم کرے کس قدر نازک موقع ہے۔

۱۔ اس موقع پر پہلی چیز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تلقین ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ (بَابُ مَا یُقَالُ عِنْدَ مَنْ حَضَرَہُ الْمَوْتُ) میں ہے۔

(۱) لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

ترجمہ : " اپنے مرنے والوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تلقین کرو۔"

(۲) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَکِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

ترجمہ : اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بُردبار ہے، کرم والا ہے۔ پاک عرشِ عظیم کا رب ہے سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ جو سب جہانوں کا مالک ہے۔"

صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! زندوں کے لیے یہ کلمات کیسے ہیں ؟ فرمایا بہت اچھے ہیں" غیر زندوں کو تو جس طرح چاہے پڑھا دے، لیکن مرنے والے کی صورت یہ نہیں کہ اس کو کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ یا یہ کلمات پڑھ۔ کیونکہ اس میں خطرہ ہے کہ وہ گھبراہٹ اور بے چینی میں انکار کر دے۔ بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے پاس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا جائے۔ شاید اس کو خیال آجائے تو وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ لے اور اسی پر خاتمہ ہو جائے کیونکہ حدیث میں ہے

مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ : جس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

تنبیہ : یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے موقع پر کلمہ بڑی قسمت والے کو نصیب ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ۔ (مشکوٰۃ) (ترجمہ) موت بڑی گھبراہٹ ہے۔

ہاں جس کے حالات موت سے پہلے اچھے ہوں اور اس کا رُجحان نیکی کی طرف ہو تو ایسے نازک موقع پر خُدائی امداد اس کے شامل حال ہوتی ہے تو کوئی بڑی بات نہیں کہ خُدا تعالیٰ اس کو توفیق عطا فرمائیں اور اس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہو جائے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت آخرت کی تیاری میں رہے تاکہ خُدا خاتمہ اچھا کر دے۔

انسان کے وجود میں دو عضو بڑے ہیں جن پر سارا دار و مدار ہے۔ اوّل نمبر دل ہے اور دوسرے نمبر پر زبان، زبان سے اخیر وقت کلمہ نصیب ہو جائے اور دل میں اللہ کی رحمت کی اُمید ہو، اور گناہوں کا ڈر ہو تو پھر انسان کامیاب ہے مشکوٰۃ باب تمنی الموت میں ہے کہ ایک نوجوان کے پاس رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آئے اور موت میں تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے پُوچھا: کہ تو خود کو کس طرح پاتا ہے "کہا اللہ سے اُمید بھی رکھتا ہوں اور گناہوں سے ڈر بھی لگتا ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "ایسے نازک موقع پر کسی بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں نہیں آتیں مگر خدا تعالیٰ اس کی اُمید پوری کرتے ہیں اور ڈر والی چیز سے اس کو امن دیتے ہیں۔ دل کی یہ کیفیت بھی اس کو نصیب ہوتی ہے، جو پہلے سے آخرت کی تیاری میں رہے۔ ورنہ بدبخت کے لیے سوائے مایوسی کے کوئی چیز نہیں۔ خدا اپنے فضل و کرم سے ہر مُسلمان کو ایسی حالت سے بچائے اور خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔ آمین۔

تنبیہ : عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میرے والد کعب رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے، تو اُمّ بشر ان کے پاس آئیں اور کہا "اگر تو فلاں سے ملے تو اس کو میرا سلام کہنا"۔ میرے والد نے کہا "اے اُمّ بشر! خدا تجھے بخشے ہم خدا جانے کس مصیبت میں ہوں گے، سلام پہنچانے

سی گنجائش کہاں"، اُمِ بشرؓ نے کہا : تُو نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے نہیں سُنا کہ مومنوں کی رُوحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنّت کے پھل کھاتی ہیں اور عیش کرتی ہیں"۔ کعبؓ نے کہا یہ تو سُنا ہے۔ کہا بس یہی مُلاقات ہے۔ اور محمد بن مُنکدرؒ فرماتے ہیں کہ جابرؓ فوت ہونے لگے تو میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو سلام پہنچا دینا"۔ (مشکوٰۃ باب ما یقال عند من حضرۃ الموت)

یہ کیسی مُبارک ہستیاں ہیں جن کی جان اس طرح آسانی سے نکلتی ہے جیسے کوئی باتیں کرتا کرتا سو جائے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں بھی انہی کی سی موت نصیب کریں اور کلمہ پر خاتمہ ہو آمین

۲۔ دوسری چیز اس موقع پر سُورہ یٰسین کی قرأت ہے۔ اس سے جان کنی میں تخفیف ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ فصل رابع ص۱۴۴)

۳۔ مرنے والے کو قبلہ رُخ کر دیا جائے۔ (حوالہ مذکورہ)

۴۔ جان نکلنے کے بعد آنکھیں بند کر دی جائیں۔ کیونکہ جب رُوح نکلتی ہے تو نظر رُوح کے پیچھے لگ جاتی ہے۔ (یعنی آنکھوں کا نُور بھی ساتھ ہی چلا جاتا ہے اور آنکھیں کھُلی رہ جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ باب مذکور)

۵۔ میّت کے دونوں جبڑے بھی باندھ دیئے جائیں ایسا نہ ہو کہ منہ کھُلا رہ جائے۔ (مغنی ابنِ قدامہ)

تنبیہ : فصل رابع مشکوٰۃ ص۱۴۴ میں ہے کہ حضرت انسؓ کے آزاد کردہ غلام فوت ہُوئے، تو حضرت انسؓ نے فرمایا اس کے پیٹ پر لوہا رکھ دو اور مغنی ابنِ قدامہ میں اس کی یہ وجہ لکھی ہے کہ پیٹ کے پھُول جانے کا خدشہ ہے اس لیے کوئی شے رکھنی چاہیئے۔ اگر لوہا وغیرہ نہ ملے تو گیلی مٹی ہی سہی۔

۶۔ جان نکلنے کے بعد میّت کو چادر سے ڈھانک دیا جائے جیسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یمنی چادر سے ڈھانک دیا گیا۔ (حوالہ مذکورہ)

تنبیہ : میّت کا تازہ بدن نرم ہوتا ہے پھر اکڑ جاتا ہے۔ لوگ عموماً قمیص وغیرہ غسل

کے وقت پھاڑ کر اتارتے ہیں۔ جس سے کپڑے کا نقصان ہوتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تازہ بدن اُتار لی جاتے یا ایک طرف سے سلائی ادھیڑ لی جائے۔ پھر خواہ گھر میں پہن لی جائے یا خیرات کر دی جائے۔ دُنیادار میّت کے کپڑے کو گھر پہننا اچھا نہیں سمجھتے۔ یہ سخت غلطی ہے۔ خدا معاف کرے۔ آمین۔

۷۔ میّت کے غسل کفن میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔ کئی لوگ دُور سے آنے والوں کی خاطر غیر معمولی عرصہ تک روکے رکھتے ہیں۔ یہ حدیث کے خلاف ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جلدی کرو۔ کیونکہ مُسلمان کی لاش کو اس کے اہل میں روک رکھنا لائق نہیں۔ (حوالہ مذکور)

۸۔ حدیث میں ہے کہ غسل دینے والا زیادہ قریبی ہو۔ یا کوئی نیک بندہ ہو۔ کیونکہ ایک تو ایسے لوگ ہمدردی سے غسل دیں گے اور ہر بات میں احتیاط رکھیں گے۔ دُوسرے انسان کے بدن میں بعض دفعہ کوئی ایسا عیب ہوتا ہے جس کا ظاہر ہونا مرنے والا پسند نہیں کرتا تھا یا بیماری میں پاکی پلیدی کا پرہیز نہ ہو سکا ہو۔ یا پاکی کے بال نہ لیے گئے ہوں۔ اس قسم کی کئی باتیں ہوتی ہیں جن پر بیگانہ پردہ نہیں رکھتا اور گندگی دھونے سے نفرت کرتا ہے اس لیے شریعت نے غسل کا حق خاص کو دیا ہے۔ اب جو عام رواج ہو گیا ہے کہ مُلاں ملانوں سے غسل دلواتے ہیں اور خود کوشش نہیں کرتے نہ اس قسم کے مسائل سیکھتے ہیں۔ یہ مسنون طریقہ کے خلاف کرتے ہیں۔ اس رسم کو مٹانا چاہیئے۔ اصل میں لوگ ان کاموں کو حقیر سمجھتے ہیں اس لیے ملاں ملانوں سے کراتے ہیں اور خود نہیں کرتے حالانکہ احادیث میں ان کی فضیلت آئی ہے۔

ابُو رافعؓ سے روایت ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مُسلمان کو غسل دے اور اس کا پردہ رکھے۔ اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو اس کی قبر کھودے اور اس کو دفن کرے اس کو اتنا اجر ملے گا جیسے قیامت تک اس کو بہتر سے بہتر مکان دینے کا اجر ہے اور یہ اجر قیامت تک جاری رہے گا اور جو اس کو کفن دے خدا تعالیٰ قیامت کے دن

اس کو جنت کا باریک اور موٹا ریشمی لباس پہنائیں گے۔ (فصل رابع مشکوٰۃ ص۱۴۶)

خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو غسل دے سکتے ہیں۔ جو کہتے ہیں موت سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ محض قیاس[1] ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خود غسل دیا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو اپنے غسل کے متعلق وصیت کی اور اس وصیت کے مطابق ان کی بیوی نے ان کو غسل دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اگر میری حیات میں تیری وفات ہو جائے تو میں تجھے غسل دوں گا۔

غسل کا طریقہ

۱۔ مغنی ابن قدامہ وغیرہ میں بعض روایتیں ذکر کی ہیں کہ غسل چھت کے نیچے دینا چاہیے تاکہ آسمان کا سامنا نہ ہو۔ کیونکہ جتنا پردہ ہو سکے اتنا ہی اس میں میت کا احترام ہے۔

۲۔ بعض لوگ کہتے ہیں غسل نیم گرم پانی سے دینا بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں صفائی زیادہ ہے بعض ٹھنڈے سے کہتے ہیں تاکہ میت کے اعضا ڈھیلے نہ پڑ جائیں۔ پہلا مذہب حنابلہ وغیرہ کا ہے۔ دوسرا احناف وغیرہ کا مگر چونکہ حدیث میں کوئی تصریح نہیں اس لیے جیسے مناسب ہو کر لیا جائے۔ ہاں بیری کے پتے ضرور ڈالنے چاہئیں اور رگڑ کر ڈالے جائیں تاکہ ان کی جھاگ نکل آئے اور صفائی زیادہ ہو۔ اگرچہ صابن وغیرہ سے خوب صفائی ہو جاتی ہے مگر شریعت کے احکام میں کئی راز ہوتے ہیں۔ ممکن ہے بیری کے پتوں

---

[1] کہتے ہیں اگر کسی کی چار بیویوں سے ایک فوت ہو جائے تو ایک اور نکاح کر سکتا ہے۔ اگر مری ہوئی بھی نکاح میں ہے تو پانچ ہو گئیں، حالانکہ پانچ جائز نہیں! اس کا جواب یہ ہے کہ پانچ زندہ جائز نہیں کیونکہ قرآن مجید میں جہاں فرمایا ہے: فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ دو چار تک نکاح کر سکتے ہو، وہاں زندہ ہی مراد ہیں۔ پس مردہ سے نکاح باقی رہنا اس کے خلاف نہیں۔

میں صفائی کے علاوہ کوئی اور راز بھی ہو۔ اس لیے اس پر عمل ہونا چاہیئے، نیز اس میں سُنّت سے محبت کا اظہار بھی ہے۔

۲۔ میت کو تختے پر لٹا کر اس کے کپڑے اُتار کر ناف سے گھٹنوں تک کوئی صاف کپڑا ڈال دیا جائے، پھر میت کو ذرا سر کی جانب سے اُٹھا کر نرم نرم پیٹ کو دبایا جائے تاکہ اندر کوئی چیز رُکی ہوئی ہو تو باہر آجائے۔ پھر اپنے ہاتھ پر کپڑے کا ٹکڑا لپیٹ کر استنجا کی جگہ اچھی طرح صاف کی جائے اور استنجا کرانے کے بعد غسل دائیں جانب سے اور اعضاء وضو سے شروع کیا جائے۔ پہلے روئی سے مُنہ ناک اندر سے صاف کیا جائے، پھر اور رُوئی لے کر مُنہ ناک بند کر دیئے جائیں۔ تاکہ پانی اندر نہ جائے غسل کے بعد روئی نکال دی جائے۔ مُنہ ناک صاف کر کے وضو کے باقی اعضاء دھوئے جائیں۔ سر کے مسح کا ذکر حدیث میں نہیں۔ اس لیے دھونا ہی کافی ہے۔ پھر میت کی دائیں جانب دھوئی جائے۔ پھر بائیں جانب۔ یہ ایک غسل ہو گیا۔ اسی طرح جتنی دفعہ مناسب ہو غسل دیا جائے لیکن طاق ہو۔ خواہ تین دفعہ، پانچ دفعہ یا سات دفعہ یا زیادہ اور اخیر دفعہ پانی میں کافور ملا لیا جائے۔ پھر کسی کپڑے سے میت کا بدن خشک کر کے کفنا دیا جائے۔

کفنانے کا طریقہ

مرد کے لیے صرف تین چادریں ہیں قمیص اور پگڑی کی ضرورت نہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تین چادروں میں کفن دیئے گئے۔ عورت کے لیے پانچ کپڑے ہیں۔ (۱) تہ بند (۲) قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں جو بغلوں کی جانب سے سِلی ہوئی نہیں ہوتی۔ اس کی آستینیں سِلی ہوئی ہوتی ہیں۔ (۳) چھوٹا سا دوپٹہ جو سر پر باندھ دیا جاتا ہے۔ (۴-۵) دو چادریں۔

مرد کی تینوں چادریں اُوپر نیچے چارپائی پر بچھا دی جائیں اور میت کو اُوپر لٹا دیا جائے پہلے اُوپر کی چادر میں میت کو لپیٹا جائے، بائیں جانب چادر کی نیچے ہو اور دائیں جانب اُوپر اسی طرح

تینوں چادریں لپیٹی جائیں اور ہر چادر لپیٹتے وقت خوشبو (حنوط وغیرہ) چھڑک دی جائے۔ پھر کپڑے کی دھجی سے تین جگہ بند باندھا جائے۔ سر، پاؤں، کمر۔ جب میّت کو قبر میں رکھیں تو دو بند (سر اور پاؤں کے) کھول دیئے جائیں اور کمر کا باقی رہے۔ اور اسی طرح عورت کے تین کپڑے (تہ بند، کفنی، دوپٹہ) جو اس سے مخصوص ہیں، پہنا کر اس کو دو چادروں میں لپیٹ دیا جائے اور تین جگہ بند لگایا جائے اور کفن میں لپیٹنے سے پہلے عورت کے بال تین چٹیاں کر کے پیچھے ڈال دی جائیں۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے۔ اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی زینبؓ کے ساتھ ہم نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ دروازے پر ایک ایک کپڑا کفن کا ہمیں دے رہے تھے اور سنن سعید بن منصُور میں ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چُٹیاں کرنے کا حکم دیا اور صحیح ابن حبان میں ہے کہ تین چُٹیاں کرنے کا حکم دیا (سُبل السلام شرح بلوغ المرام) وغیرہ۔

پس جو لوگ کھُلے بال دونوں طرف مُنہ اور چھاتی پر بکھیر دیتے ہیں۔ یہ سُنّت کے خلاف ہے۔

تنبیہ : (۱) کفن پر لکھنا نہیں چاہیے۔ جو لوگ کلمہ وغیرہ لکھتے ہیں، یہ بدعت ہے قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ نیز جب لاش پھٹے گی تو کلمہ کی بے ادبی ہوگی۔

(۲) مغنی ابنِ قدامہ وغیرہ میں چند روائتیں ذکر کی ہیں جن میں غسل سے پہلے جب کہ میّت ڈھکی ہو اس کا چہرہ دیکھنے کا ثبوت ملتا ہے لیکن کفنانے کے بعد کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جیسے آجکل رواج ہے۔ ہاں کفنانے سے پہلے پر قیاس ہوسکتا ہے مگر عورتیں غیر محرم کا چہرہ نہ دیکھیں۔ اس رسم کو سختی سے بند کرنا چاہیئے۔[۱]

○

---

[۱] اسی طرح مرد غیر محرم عورت کا چہرہ نہ دیکھیں۔

نمازِ جنازہ

نماز جنازہ کہاں پڑھی جائے میّت کو جلدی غسل اور کفن دے کر نمازِ جنازہ کے لیے اس کو باہر لے جانا چاہیئے۔ اگر مسجد میں پڑھ لی جائے تو بھی منع نہیں۔

جنازہ لے جانے کی کیفیت حدیث میں ہے کہ جنازہ آہستہ آہستہ نہیں لے جانا چاہیئے۔ بلکہ تیز رفتار ہو کیونکہ اگر نیک ہو تو اس کو خیر کی طرف جلدی پہنچاؤ گے اور اگر بد ہو تو شر کو جلدی اپنے کندھوں سے اُتارو گے۔ تیز رفتار کے یہ معنی نہیں کہ دوڑتے ہُوئے ہلاتے ہُوئے لے جاؤ بلکہ عزّت اور احترام کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ (نیل الاوطار وغیرہ)

جنازہ کے ساتھ چلنے کی کیفیّت جنازہ کے ساتھ چلنے والا اگر پیادہ ہو تو آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف چل سکتا ہے اور اگر سوار ہو تو وہ میت کے پیچھے رہے، لیکن حتی الوسع پیادہ جانا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چند لوگ جنازہ کے ساتھ سوار دیکھے تو فرمایا: تمہیں شرم نہیں آتی، فرشتے قدموں پر اور تم سوار" اس لیے ضرورت کے بغیر سوار نہ ہو۔ واپسی میں سواری کا کوئی حرج نہیں۔ خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سوار ہُوئے ہیں۔ (مُسلم۔ ترمذی)

مسئلہ تربیع میّت کے حقوق سے ہے کہ جنازہ کو کم سے کم تین یا چار دفعہ کندھا ضرور دینا چاہیئے۔ زیادہ میں اختیار ہے (نیل الاوطار وغیرہ) چار دفعہ کندھا دینا اس کو تربیع کہتے ہیں۔ مغنی ابنِ قدامہ وغیرہ میں اس کی صُورت یہ لکھی ہے کہ میّت کے سر کی طرف کے بائیں پایہ کو اپنے دائیں کندھے پر اُٹھائے پھر اسی طرف کا پچھلا پایہ اُٹھائے، پھر

میت کے آگے (سر کی جانب) سے گزر کر میت کے سر کی طرف کا دایاں پایہ اپنے بائیں کندھے پر اُٹھائے پھر اسی جانب کا پچھلا پایہ اُٹھائے۔ امام ابُو حنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کا یہی مذہب ہے۔ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ چکر کاٹے یعنی میّت کے پاؤں کی طرف کا دایاں پایہ اُٹھانے کے بعد جنازہ کی پچھاڑی کی طرف سے ہو کر میّت کے پاؤں کی طرف کا دایاں پایہ اُٹھائے پھر اگلا (دایاں) پایہ اُٹھائے۔ امام اسحٰقؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور عبداللہ مسعود، عبداللہ بن عمر، سعید بن جبیر اور ایوب رضی اللہ عنہم سے اسی طرح مروی ہے۔ اور صحابہؓ اور تابعینؒ وغیرہ سے عمُودین (دونوں بامبوں کے درمیان اُٹھانا بھی مروی ہے جس کی صُورت یہ ہے کہ ایک شخص جنازے کا "سیرۂ" پکڑے یعنی کندھوں کے درمیان رکھے ایک پائنتی پکڑے۔ اور امام مالکؒ کہتے ہیں مُعیّن صُورت کوئی نہیں جس طرح چاہیں اُٹھائیں۔ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح فرماتے ہیں مگر اس میں شبہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع بہتر ہے۔ شاید امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ کو صحابہؓ کی روایتیں نہ پہنچی ہوں۔

تنبیہ : ۱۔ تربیع کے مسئلہ سے یہ بھی ثابت ہُوا کہ جنازہ لے جاتے وقت میّت کا سر آگے ہونا چاہیئے خواہ پاؤں قبلہ رُخ ہوں یا کسی اور طرف ہوں۔

۲۔ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا منع ہے۔ (ابنِ ماجہ وغیرہ)

جنازہ کے ساتھ چلنے والے کیا پڑھیں؟

اس کے متعلّق قرآن و حدیث میں کچھ نہیں آیا پس اپنی طرف سے کوئی رسم وغیرہ مقرر نہیں کرنی چاہیئے۔ ویسے اکیلا اکیلا جو چاہے پڑھے خواہ کوئی آہستہ ذکر کرے یا موت کو یاد کرے یا اپنے گناہ یاد کر کے روئے کیونکہ یادِ الٰہی ہر وقت اچھی ہے۔

جنازہ کے لیے قیام

جنازہ کے ساتھ چلنے والے جنازہ کے زمین پر رکھے جانے سے پہلے نہ بیٹھیں اور جو پہلے بیٹھے ہوں وہ کھڑے نہ ہوں۔ اسی طرح

جس کے پاس سے جنازہ گزرے وہ بھی کھڑا نہ ہو۔ مگر یہ کہ جنازہ کے ساتھ جانا چاہے تو پھر کھڑا ہو۔ حدیث میں ہے: ایک جنازہ آرہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر کھڑے ہو گئے صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ" ترجمہ: "میں موت کی گھبراہٹ سے کھڑا ہوا ہوں"

اور ایک روایت میں آیا ہے میں ان کے لیے کھڑا ہوا ہوں جو ساتھ ہیں یعنی فرشتے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہونا ترک کر دیا۔ (مشکوٰۃ وغیرہ)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کا پاس شریعت کو زیادہ منظور ہے اگرچہ موت کی گھبراہٹ اور فرشتوں کا ادب و احترام کھڑے ہونے کو چاہتا ہے لیکن قیام بھی رکوع، سجدہ کی طرح تعظیم ہے جس سے عبادت کا شبہ پڑتا ہے اس لیے آپ نے ترک فرما دیا۔ صرف اتنا فرق ہے کہ رکوع، سجدہ میں عبادت کا پہلو نمایاں ہے اور قیام کا عبادت ہونا اتنا نمایاں نہیں۔ کیونکہ قیام انسان کی طبعی حالت ہے۔ جیسے قعود بیٹھنا طبعی حالت ہے۔ اس بنا پر اگر کوئی رکوع، سجدہ غیر کو کرے تو اس پر مشرک ہونے کا فتویٰ ہو گا۔ برخلاف قیام کے وہ شرک نہیں صرف گناہ ہے۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ قیام اگرچہ انسان کی طبعی حالت ہے لیکن قعود سے کم ہے کیونکہ انسان جتنی دیر آرام سے بیٹھ سکتا ہے کھڑا نہیں رہ سکتا۔ پس قعود میں عبادت کا شبہ بہت کم ہے۔ اس لیے قعود ادب و احترام کے طور پر غیر اللہ کے لیے جائز ہے۔ جیسے شاگرد استاد کے سامنے دو زانو بیٹھتا ہے برخلاف قیام کے یہ جائز نہیں۔

اس سے اس اعتراض کا جواب ہو گیا کہ جیسے قیام نماز میں عبادت ہے۔ ایسے التحیات کے لیے قعود بھی عبادت ہے۔ پھر قعود کا ادب و احترام کے لیے جائز ہونا اور قیام کا منع ہونا اس کی کوئی وجہ نہیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ عبادت نفس پر بوجھ ہے۔ جو چیز طبیعت کے جتنی موافق ہو

گی۔ اتنی ہی اس کے عبادت ہونے میں کمی ہوگی۔ قعود چونکہ طبیعت کے زیادہ موافق ہے اس لیے اس میں عبادت کا شبہ بھی کم ہے۔ پس اس کا بطورِ ادب جائز ہونا اس کو نہیں چاہتا کہ قیام بھی جائز ہو۔

امام کس جگہ کھڑا ہو

امام میت کے درمیان کھڑا ہو خواہ میت مرد ہو یا عورت۔ یا مرد کے سر کے برابر کھڑا ہو اور عورت کی سرین (پچھاڑی) کے برابر۔ اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں تو سب کو ترتیب وار آگے پیچھے رکھنا چاہیئے۔ اگر ان میں کوئی عورت ہو تو وہ سب سے آگے قبلہ کی طرف رکھی جائے اور مرد کی میت امام کی طرف قریب ہو خواہ بچہ ہو۔ پھر سب پر ایک ہی نماز پڑھ دی جائے۔

صفیں باندھنے کی کیفیت

مقتدیوں کی کم از کم تین صفیں کر دی جائیں۔ اگر زیادہ کرنی ہوں تو بھی کوئی حرج نہیں، لیکن طاق رہیں۔ حدیث میں ہے جس میت پر سو آدمی توحید والے نماز پڑھیں، خُدا ان کی سفارش میت کے حق میں قبول فرماتا ہے۔ ایک روایت میں چالیس (۴۰) بھی آئے ہیں۔

نمازِ جنازہ کی کیفیت

نمازِ جنازہ میں رکوع، سجدہ نہیں ہوتا۔ صرف قیام کی حالت میں میت کے لیے دُعا ہوتی ہے صُورت اس کی یہ ہے:

وضو کر کے قبلہ رُخ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ کر سینہ پر ہاتھ باندھے۔ جیسے رکوع و سجدہ والی نماز میں نیت باندھی جاتی ہے۔ اس کے بعد اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ یا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ جو یاد ہو پڑھے۔ پھر سُورۃ فاتحہ پڑھے پھر قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یا کوئی اور سُورۃ ملا دے پھر ہاتھ اُٹھاتا ہُوا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ اس کے بعد درود شریف پڑھے جو التحیات میں پڑھا جاتا ہے پھر بدستور سابق ہاتھ اُٹھاتا ہُوا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھے۔ اس کے بعد

مندرجہ ذیل دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ۔

ترجمہ: "اے اللہ! بخش دے ہمارے زندہ کو ہمارے مُردہ کو، ہمارے حاضر کو ہمارے غائب کو، ہمارے چھوٹے کو، ہمارے بڑے کو، ہمارے مرد کو ہماری عورت کو۔ اے اللہ! جس کو تو ہم سے زندہ رکھے اسکو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تُو ہم سے فوت کرے اسکو ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ! اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ کر اور نہ ہی اس کے بعد ہم کو فتنہ میں ڈال۔"

چھوٹے بچے پر بھی یہ دُعا پڑھی جا سکتی ہے اور اس کے لیے الگ دُعائیں بھی آئی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا سَلَفًا وَّ فَرَطًا وَّ ذُخْرًا وَّ اَجْرًا۔

ترجمہ: "اے اللہ! کر اس کو واسطے ہمارے پیشرو، سبقت کرنے والا ذخیرہ اور اجر۔"

لڑکی کے لیے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ کی جگہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا پڑھنا چاہیے۔ ان کے علاوہ اور دُعائیں یاد ہوں تو وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے بدستور سابق ہاتھ اُٹھاتے ہُوئے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر سلام پھیر دے یا اسی طرح کھُلے ہاتھ سلام پھیر دے۔ چار تکبیروں سے زیادہ بھی کہنی درست ہیں، جن میں صرف دُعائیں پڑھ سکتے ہیں۔

تنبیہ: نمازِ جنازہ کے بعد دُعا ثابت نہیں بلکہ بدعت ہے۔ نیز نمازِ جنازہ خود دُعا ہی ہے۔ اگر اور دُعائیں پڑھنی ہوں تو نمازِ جنازہ ہی میں پڑھ لیں۔ بدعی (بدعت والا) راستہ کیوں اختیار کیا جائے۔

لحد شق

قبر کا گڑھا تیار کر کے پھر قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جو جگہ بناتے ہیں، اس کو لحد کہتے ہیں اور قبر کے درمیان میت کے رکھنے کے لیے جو گڑھا بنایا جاتا ہے اس کو شق کہتے ہیں۔ لحد شق سے بہتر ہے۔ ہاں اگر زمین نرم ہو یا شور ہوا ور خطرہ ہو کہ لحد گر جائے گی تو پھر شق بہتر ہے۔

دفن کی کیفیت

حنفیہ کہتے ہیں جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور میت کو درمیان سے اُٹھا کر قبر میں اُتارا جائے، پہلے پاؤں داخل کیا جائے پھر سر، مگر اس کے متعلق جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جنازہ کو قبر کی پائنتی کی جانب رکھا جائے اور میت کو سر کی جانب سے نکال کر بدستور قبر میں اُتارا جائے اور اُتارتے وقت یہ کلمات پڑھے جائیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ ایک روایت میں وَبِاللّٰهِ کی جگہ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی آیا ہے۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع اور اللہ کی توفیق سے اور رسولؐ کے دین پر سپردِ خاک۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْنَاكَ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَلَّمْنَاكَ۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے ہم نے تجھے قبر میں رکھ دیا اور رسولؐ کے دین پر سپردِ خاک کر دیا۔

اور ایک روایت میں یہ آیت بھی آئی ہے:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔

ترجمہ: اسی زمین سے ہم نے تمھیں پیدا کیا اور اسی میں تمھیں لوٹائیں گے اور اسی

سے دوبارہ پیدا کریں گے۔"

میّت اگر زنانہ ہو تو اُتارتے وقت پردہ کر لینا چاہیئے اور اُتارنے والے غیر محرم نہ ہوں، ہاں کوئی نیک پرہیزگار ہو تو حرج نہیں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کو اُبوطلحہ رضی اللہ عنہ (انسؓ کے سوتیلے والد) نے اُتارا۔

اور میّت کا مُنہ قبلہ رُخ کر دینا چاہیئے۔

اگر ویسے نہ ہو سکے تو سر اور کندھے کے نیچے پچھلی طرف تھوڑی سی مٹّی یا کوئی اور چیز رکھ دی جائے تاکہ مُنہ قبلہ رُخ ہو جائے اور کفن کے بند سر اور پاؤں کے کھول دیئے جائیں صرف کمر کا بند باقی رہے۔ پھر اینٹوں یا پتھروں وغیرہ سے چنائی کر دی جائے۔ لکڑی اور آگ کی پکّی ہوئی چیز (پختہ اینٹیں، گھڑے وغیرہ) سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اینٹیں لگاتے وقت یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا وَصَعِّدْ رُوْحَھَا وَلَقِّھَا مِنْکَ رِضْوَانًا۔ (مغنی ابنِ قدامہ)

ترجمہ: اے اللہ! شیطان اور عذابِ قبر سے اس کو پناہ دے۔ اے اللہ اس کے دونوں پہلوؤں سے زمین دُور (فراخ) کر دے اور اس کی روح کو (آسمانوں پر) چڑھا اور اس کو اپنی رضامندی سے ملا۔

اس کے بعد گیلی مٹّی سے سوراخ اچھّی طرح بند کر کے مٹّی ڈال دی جائے۔ ہر شخص کو کم سے کم تین لپ (بُک) مٹّی ضرور ڈالنی چاہیے۔ اور مٹّی ضرور ڈالنی چاہیئے اور مٹّی ڈالتے وقت آیتِ مذکورہ (مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ۔ الآیۃ) پڑھی جائے۔

قبر کا مُسطّح اور مُسنّم (دونوں طرح بنانا) صحیح ہیں یعنی چھت کی شکل چار کونوں والی بنائے یا اُونٹ کی کوہان کی شکل بنائے۔ قبر پر زائد مٹّی نہ ڈالی جائے، بلکہ اسی مٹّی پر کفایت کی جائے اور

قبر کے سرہانے کی طرف پتھر یا کچی اینٹ وغیرہ بطور نشان نصب کر دی جائے۔ اگر روڑی یا بجری وغیرہ مل سکے تو وہ قبر پر بچھا دی جائے تاکہ بارش سے مٹی بہہ نہ جائے اور قبر پر ایک مشک پانی کی بھی چھڑک دی جائے تاکہ مٹی جم جائے۔ (چھڑکاؤ سر سے شروع کر کے پاؤں کی طرف کی جائے) اور قبر کی لپائی نہ کی جائے کیونکہ حدیث میں چھڑکاؤ[1] ہی کا ذکر ہے۔

جب دفن مکمل ہو جائے تو قبر کے سر کی طرف کھڑے ہو کر سورۂ بقر کے شروع سے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک اور پائنتی کی طرف اسی سورۃ کا خاتمہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اخیر تک پڑھا جائے کہ خدا اس کو منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدم رکھے، قبر کے عذاب سے بچائے اور اپنی بخشش و رحمت سے ڈھانک لے۔

جو چالیس قدم ہٹ کر واپسی کے وقت دُعا کرتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو دفن کر کے واپس ہو اس کو دو قیراط ثواب ملتا ہے، اور جو نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس ہو اس کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔" قیراط چاندی کا ایک قسم کا سکّہ ہے جو درہم کا چھٹا حصّہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال ہُوا کہ قیراط کیا ہے؟ فرمایا: "اُحد پہاڑ کے برابر ہے" یعنی جو خدا کی طرف سے ثواب ملتا ہے۔ وہ اُحد پہاڑ کی مثل ہے۔

تنبیہ: (۱) نمازِ جنازہ کے بعد ولی میّت کی طرف سے جو اذن دینے کا رواج ہے کہ جو چاہے واپس ہو جائے اور جو چاہے جنازہ کے ساتھ چلے، اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ ہر ایک کو ویسے ہی اختیار ہے اذن کی ضرورت نہیں۔

---

[1] تلخیص الحبیر صد ۱۶۵ میں ہے کہ جعفر بن محمدؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی لپائی کی گئی۔ مگر یہ بعد کا واقعہ ہے صحابہؓ نے چھڑکاؤ ہی کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو فوت ہوئے ان پر آپؐ نے چھڑکاؤ کا ہی حکم دیا۔ پس اسی پر اکتفا ہے۔ ۱۲

۲۔ دفن کے بعد گھر آ کر جو تین روز بیٹھتے ہیں اور تعزیت کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے، جس میں حقہ سگریٹ کی مجلس گرم ہوتی ہے۔ نمازی، بے نماز سب شامل ہوتے ہیں اور رسمی طور پر فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ یہ سب بدعت ہے اور بڑا رواج ہے۔ اسی طرح تیجا، ساتا وغیرہ رسمی روٹیاں، یہ سب بدعت ہیں۔ نہ صدقے خیرات کے لیے کوئی دن مقرر ہے نہ کھانا مقرر ہے بلکہ مسکین، محتاج، غریب کو جس شے کی ضرورت ہو وہ ضرورت اس کی پوری کر دی جائے اور میت کے لیے ثواب کی نیت کر لی جائے، بس میت کو اس کا ثواب پہنچ جائے گا۔

رہا قرآن مجید[1] پڑھ کر بخشنا تو اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے مگر تسلی نہیں، کیونکہ حدیث ضعیف ہے اور اماموں کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کہتے ہیں کہ پہنچ جاتا ہے اور امام شافعیؒ کہتے ہیں نہیں پہنچتا اور امام مالکؒ سے دو روایتیں ہیں: ایک یہ کہ پہنچتا ہے اور ایک یہ کہ نہیں پہنچتا۔

مگر یہ قرأت وہ ہے جو محض ثواب کی نیت سے کی جائے۔ اگر کسی طمع کی نیت سے قرأت کرے۔ جیسے رواج ہے کہ ختم کرتے ہیں اور چلے پانی دیتے ہیں۔ اس طرح کا پڑھنا بالکل نہیں پہنچتا۔ اس کا بدلہ وہی چائے پانی ہے۔

ہاں اگر گھر کا آدمی پڑھے اس کی نیت خالص ہوتی ہے یا کوئی گہرا دوست ہو وہ محبت کے سبب سے پڑھ سکتا ہے۔ بہر صورت جو خالص نیت سے پڑھا جائے۔ اس میں یہ اختلاف ہے جس میں طمع ہو وہ کسی کے نزدیک نہیں پہنچتا لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ چار چیزیں بالاتفاق پہنچتی

---

[1] نماز کا بھی یہی حکم ہے۔ یعنی اس میں اختلاف ہے کہ اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں۔ اسی طرح روزہ۔ لیکن میت کے روزے رہ گئے ہوں تو ان کے متعلق صحیح حدیث میں ہے: صام عنه وليه یعنی ولی میت کی طرف سے روزے رکھے۔

ہیں۔ صدقہ، خیرات، قربانی، حج، دُعا۔ اسی لیے انہی پر حسبِ طاقت زور دینا چاہیئے۔

کفن، دفن، غسل اور نمازِ جنازہ کے متفرق مسائل

① رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "کفن زیادہ قیمتی نہیں ہونا چاہیئے، کیونکہ آخر وہ مٹی کے لیے ہے" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اخیر بیماری میں فرمایا: میرا کفن یہی میرے دو کپڑے بدن کے (چادر، تہ بند) کافی ہیں۔ ایک ان کے ساتھ اور ملا دینا۔

② سفید کفن بہتر ہے اگر لکیردار ہو تو اس کا بھی کوئی حرج نہیں۔

③ اگر مرد کے لیے تین چادریں اور عورت کےلیے پانچ کپڑے میسّر نہ ہوں تو کم بھی جائز ہیں۔

④ محرم حالتِ احرام میں فوت ہو جائے تو اس کا کفن وہی دو چادریں احرام کی ہیں۔ انہی میں کفن دیا جائے منہ اور سر ننگے رہیں، اور خوشبو بھی نہ لگائی جائے کیونکہ وہ قیامت کے دن احرام کی حالت میں اُٹھے گا۔

⑤ جو جنگ میں شہید ہو جائے وہ انہی بھرے کپڑوں میں دفن کر دیا جائے اور اس پر نمازِ جنازہ کی بھی ضرورت نہیں۔ اگر پڑھ لی جائے تو منع بھی نہیں۔

⑥ اگر غسلِ میّت کے لیے پانی نہ ملے تو تیمّم کرا دیا جائے۔ ایسے ہی اگر عورت کو غسل دینے کے لیے کوئی عورت نہ ملے یا مرد کو غسل دینے کے لیے کوئی مرد نہ ملے تو میت کو تیمم کرا دیا جائے۔[1] ہاں ایسی حالت میں اگر میّت کا کوئی محرم موجود ہو، جیسے مرد مر جائے تو اس کی ماں وغیرہ ہو یا عورت مر جائے تو اس کا بیٹا وغیرہ ہو تو یہ غسل دے سکتے ہیں مگر کپڑوں سمیت دیں کپڑے نہ اُتاریں۔

---

[1] سوا خاوند بیوی کے کہ وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کمامر ۱۲

⑦ کیا مسلمان کافر کو غسل دے سکتا ہے؟ اس میں اختلاف ہے مگر راجح یہی ہے کہ دے سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تیرا باپ (ابوطالب) گمراہ مرگیا جا اُس کو دفن کر اور دفن کے بعد کوئی اور کام نہ کرنا سیدھا میرے پاس آجانا۔ جب فارغ ہو کر آئے تو فرمایا: "غسل کر۔"

غسل کا حکم دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو غسل دیا۔ ورنہ ویسے دفن کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل کا حکم دینا اس کے کچھ معنی نہیں، اور تلخیص الحبیر صہ ۱۰۷۔۱۰۸ میں بعض صریح روائتیں بھی ذکر کی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوطالب کو غسل دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دیا۔ رہا اس کا اُلٹ یعنی کافر کا مسلمان کو غسل دینا، اس میں راجح یہی ہے کہ کوئی عورت مسلمان ہو تو تیمم کرا دے۔ کیونکہ مسلمان پاک مرتا ہے اور غسل ایک تعبُّدی شَئ (بطورِ عبادت) ہے۔ اور کافر اس کا اہل نہیں۔ ہاں حسّی (ظاہری) نجاست بدن پر لگی ہو تو اس کو کافر دھو سکتا ہے اور مغنی ابنِ قدامہ میں مکحولؒ تابعی سے اور سفیانؒ تبع تابعی سے نقل کیا ہے کہ عورت سفر میں مرجائے اور اس کے ساتھ کوئی محرم ہو اور عیسائی عورتیں بھی ہوں تو عورتیں غسل دیں۔ اور سفیانؒ (تبع تابعی) سے نقل کیا ہے اگر مرد مرجائے اور اس کے ساتھ صرف عورتیں ہوں تو اس حالت میں کوئی عیسائی یا مجوسی مرد مل جائے تو وہ پہلے آپ وضو کرے پھر غسل دے۔ شاید ان بزرگوں نے ذبیحہ پر قیاس کیا ہوگا۔ کیونکہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ اور ان کی عورتیں حلال ہیں۔

⑧ چھوٹے بچّوں کو عورتیں اور چھوٹی بچیوں کو مرد غسل دے سکتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی حد سات سال سے کم بتائی ہے اور امام احمدؒ سے دس سال سے کم کی بھی روایت ہے۔ اور امام اوزاعیؒ چار یا پانچ سال کہتے ہیں۔ اور حسن بصریؒ دودھ چھڑانے تک یا کچھ

اُوپر اور حنفیہ کہتے ہیں جب تک بچّہ کلام نہ کرے۔

⑨ اگر عورت کو رجعی طلاق دی ہو تو عدّت کے اندر وہ اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے، اور اگر عورت مرجائے تو اس عورت کو اس کا خاوند غسل دے سکتا ہے کیونکہ رجعی طلاق میں عدّت تک عورت بدستور بیوی ہی رہتی ہے۔

⑩ جس سے نمازِ جنازہ فوت ہوجائے وہ قبر پر پڑھ سکتا ہے اور اس کی میعاد ایک ماہ تک ثابت ہے۔ ایک ماہ کے بعد پڑھنا ثابت نہیں۔ اور امام اُبوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہتے ہیں میّت کا ولی قبر پر پڑھ سکتا ہے نہ غیر، مگر تین دن کے اندر نہ بعد۔ اور میّت کا ولی اگر نمازِ جنازہ سے رہ جائے۔ تو وہ دفن سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے۔

(مغنی ابنِ قدامہ وغیرہ)

⑪ جنازہ غائبانہ میں بہت اختلاف ہے۔ کُچھ کُچھ دلائل دونو طرف موجود ہیں مگر نہ پڑھنے کو کُچھ ترجیح ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ نہ پڑھے لیکن اگر کوئی پڑھ لے تو منع نہیں۔

⑫ اگر کِسی کو درندہ کھا جائے یا کِسی اور طرح غائب ہوجائے صرف اس کا کوئی عضو یا حصّہ ملے تو صحیح یہی ہے کہ اس عضو کو ہی غسل دے کر اس پر نماز پڑھی جائے۔ چنانچہ مغنی ابنِ قدامہ وغیرہ میں اس کے متعلّق چند روائتیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ذکر کی ہیں۔

تعزیت کا صحیح طریقہ

تعزیت کے اصلی معنے مصیبت زدہ کو تسلّی دینے کے ہیں۔ جس سے اس کے غم اور صدمہ میں کمی واقع ہوجائے لیکن اب عام محاورہ اہلِ میّت کے حق میں ہے یعنی کِسی کا کوئی فوت ہوجائے تو اس کو تسلّی دینا تعزیت ہے۔ سو اس کی تین صُورتیں ہیں۔ یا تو مالی امداد دے دے یا دُعا کردے یا چند نصائح کردے جس سے دل کو صبر آجائے۔

پہلی صُورت : جعفر رضی اللہ عنہ جب شہید ہو گئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : "اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَاِنَّھُمْ اَتَاھُمْ مَا یَشْغَلُھُمْ۔"

ترجمہ : آلِ جعفر رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا تیّار کرو کیونکہ ان کو ایسی مصیبت پہنچی ہے کہ ان کو کھانے سے مشغول کرتی ہے۔

اِس سے معلُوم ہُوا کہ جب اِتنا صدمہ ہو کہ کھانا پینا بھی نہ سُوجھے تو اہلِ میّت کے لیے کھانا تیار کرنا چاہیئے۔

دُوسری صُورت : دُعا کے لیے نہ وقت مقرر ہے نہ جگہ۔ جہاں اِتفاق ہو میّت کے لیے بخشش و رحمت کی اور اہلِ میّت کے لیے صبرِ جمیل کی دُعا کر دے۔ لیکن بہتر صُورت یہ ہے کہ اہلِ میّت سے کسی کو ساتھ لے کر قبر کی زیارت کرے اور وہاں دُعا مانگے۔ اس میں ایک زیارتِ قبور کی سُنّت ادا ہو گی۔ دُوسرے اہلِ میّت اس میں زیادہ ہمدردی محسوس کرینگے جس سے ان کے دل کو بڑا سہارا ہو گا۔

تیسری صُورت : نیک آدمی کی نصیحت مؤثر ہوتی ہے۔ بے عمل نہ نصیحت کر سکتا ہے نہ اس کا کوئی اثر ہے خواہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار ہو۔ پھر بعض دفعہ نصیحت کا طرزِ بیان ایسا ہوتا ہے جس سے دل پر بڑا اثر پہنچتا ہے۔ ورنہ بے طریقہ کام سے تو انسان خود ہلکا پڑ جاتا ہے، دُوسرے کو کیا اثر ہو گا۔ پہلی چیز اخلاص اور سادگی ہے جو بات سادگی سے اور اخلاص سے بیان ہو وہ ضرور مؤثر ہوتی ہے۔ اور جب اس کے ساتھ طرزِ بیان اچھا مِل جائے تو یہ جادو کا اثر رکھتی ہے کسی نے کہا ہے :

؎ اثر دل لبھانے کا پیارے تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں ہے جادو تیری زبان میں ہے

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عباسؓ جب فوت ہوگئے تو عبداللہ بن عباسؓ کو بہت صدمہ ہوا۔ کسی وقت دل کو آرام چین نہیں تھا۔ طبیعت ہر وقت بے قرار رہتی۔ اتفاق سے ایک اعرابی آیا اس نے کہا: ؎

خَيْرٌ مِّنَ الْعَبَّاسِ اَجْرُكَ بَعْدَهٗ
وَاللّٰهُ خَيْرٌ مِّنْكَ لِلْعَبَّاسِ

ترجمہ: "عباسؓ کی وفات پر جو خدا نے تجھے اجر دیا وہ عباسؓ کے وجود سے تیرے لیے بہتر ہے اور عباسؓ کو خدا کا مل جانا یہ عباس رضی اللہ عنہ کے لیے تیرے وجود سے بہتر ہے۔" (تو صدمہ کس بات کا)

بس اسی وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا دل تھم گیا اور برقرار ہوگیا۔ اور مؤطا امام مالکؒ میں یہ روایت ہے:

ایک بزرگ کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی۔ وہ فوت ہوگئی۔ بزرگ کے دل پر اتنی اداسی چھائی کہ اس نے فیض کا دروازہ بند کر دیا اور تہیہ کر لیا کہ بقیہ زندگی گوشہ تنہائی میں گزاریں گے۔

خدا کی ایک نیک بندی کو پتہ لگا وہ آئی اور کہا: "میرا ایک مسئلہ حل کر دو۔" بزرگ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی، لوگ واپس ہو ہو جاتے۔ اس نیک بندی کے لیے بھی دروازہ نہ کھلا نہ اندر آنے کی اجازت ملی۔ یہ دھرنا مار کر دروازے پر بیٹھ گئی اور کہا کہ میرا مسئلہ آپ کے سوا کسی سے حل نہیں ہو سکتا اور میں حل کروا کر جاؤں گی۔ آخر بزرگ نے دروازہ کھولا اور پوچھا تیرا کیا مسئلہ ہے؟ عورت نے کہا:

"میں نے ایک ہمسائی سے کسی موقعہ پر بطورِ عاریت زیور لیا۔ وہ مدت تک میرے پاس رہا نہ اُس نے مانگا نہ میں نے دیا۔ اب اس نے مانگ لیا ہے چونکہ مجھے اس سے محبت ہوگئی

اس لیے اب میرا دل دینے کو نہیں چاہتا۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟"

بزرگ نے ملامت کی اور کہا اس نے تیرے ساتھ بہت زیادہ احسان کیا کہ زیور ایک مدت تک تیرے پاس چھوڑ دیا۔ تجھے بہت ممنون ہو کر واپس کرنا چاہیئے تھا نہ کہ قابض ہو بیٹھتی۔"

اس نیک بندی نے کہا اگر یہی بات ہے تو پھر بیوی بھی تو خدا کی تیرے پاس امانت تھی، اگر خدا نے اپنی امانت واپس لے لی تو تُو نے فیض کا دروازہ کیوں بند کر دیا۔ بزرگ کی ہوش ٹھکانے آگئی۔ اور اس اللہ کی بندی کا بڑا ممنون ہُوا اور فیض کا دروازہ کھول دیا۔

غرض اس قسم کے سمجھانے کے طریقے بہت سے ہیں۔ انسان قرآن و حدیث پڑھے اور بزرگوں کی سوانح حیات کا مطالعہ کرے تو ان میں اس قسم کا مواد بہت مل جاتا ہے۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کا بچہ جان دے رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلا بھیجا۔ آپ نہیں گئے اور بُلانے والے کو فرمایا: میری طرف سے سلام کے بعد یہ کلمات کہہ دو:

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَالْتَحْتَسِبْ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ اس نے لیا اور اسی کے لیے ہے جو کچھ اس نے دیا اور ہر ایک کے لیے اللہ کے پاس اجل مقرر ہے۔ چاہیئے کہ صبر کرے، اور ثواب طلب کرے۔"

بیٹی نے دوبارہ بُلا بھیجا اور قسم دی۔ آپ تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے آپ کی طرف بچہ اُٹھایا گیا جو جان توڑ رہا تھا۔ آپ کے آنسو بہہ گئے۔

سعدؓ نے کہا: "یا رسولؐ اللہ! یہ کیا؟" (یعنی آپؐ کی شان تو اس سے بلند ہے کہ روئیں) فرمایا: یہ شفقت و رحمت ہے جو خدا نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دی ہے۔ خدا تعالیٰ شفقت و رحمت کرنے والوں پر ہی شفقت و رحمت کرتے ہیں۔

اس حدیث میں پہلی دفعہ آپؐ کا نہ جانا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپؐ نے بے پروائی برتی۔ بلکہ آپؐ کا مقصد یہ سمجھانا تھا کہ بڑے کے بھروسہ پر نہ رہنا چاہیئے بلکہ ایسے موقع پر جوانمردی سے کام لیتے ہُوئے خدا کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمیشہ بڑا سر پر نہیں رہتا تو آخر خدا ہی سہارا ہے۔

۲۔ جابرؓ کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ، جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جابرؓ کو کہا تجھے صدمہ تو بڑا ہو گا۔ کہا یا رسُول اللہ! صدمہ جیسے صدمہ۔ ایک تو باپ کا سایہ سر سے اُتر گیا۔ دُوسرے چھ سات بچّیاں (میری بہنیں) چھوڑ گیا جن کا میرے سوا کوئی سرپرست نہیں۔ تیسرے بہت سا قرض چھوڑ گیا جس کی ادائیگی میری طاقت سے باہر ہے۔" فرمایا میں تجھے خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا: "اوروں سے تو خدا نے پردے میں کلام کی، لیکن تیرے باپ سے خدا تعالیٰ نے درمیان سے پردہ اُٹھا کر کلام کی۔"

۳۔ ایک اور اہلِ میّت کو جو رو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: "اس پر کیوں روتے ہو جب تک اس کا جنازہ نہیں اُٹھایا گیا برابر فرشتے اس پر سایہ کرتے رہے۔"

مقصد آپؐ کا یہ تھا کہ جس کی ہمدردی میں تم روتے ہو وہ بہت اعلےٰ مقام پر پہنچا ہُوا ہے تو رونا کس چیز کا؟

۴۔ کسی کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ دُعا سکھا دی:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَ

اَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا ۝

ترجمہ: "بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف والے ہیں۔
اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس کا عوض اس سے بہتر دے۔"

یہ بڑی جامع دعا ہے۔ نیز حدیث میں ہے جب انسان کو کوئی مصیبت یاد آئے، خواہ اس کو پہنچی کو کتنا ہی زمانہ گزر گیا ہو جتنا ثواب اس کو مصیبت کے پہنچنے کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے سے ملا تھا۔ اتنا ہی یاد آنے کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے سے ملے گا۔

خلاصہ یہ کہ قرآن و حدیث میں اور بزرگوں کے کلام میں بڑی خوشخبریاں اور تعزیت اور دلجوئی کے بڑے طریقے آئے ہیں۔ مگر ہم نے اِن کو چھوڑ کر اپنے طور پر رسمی طریقے جاری کر لیے ہیں۔ مرد تو تین دن بچھوڑی بچھا لیتے ہیں اور عورتیں مدتوں تک نوحہ (بین) کی مجلسیں گرم رکھتی ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں نہ تین دن کا کہیں نام و نشان ہے نہ بچھوڑی بچھا کر بیٹھنے کا ذکر ہے۔ حدیث میں صرف عورت کے لیے تین دن سوگ کی اجازت ہے اور خاوند کے لیے عورت کو چار ماہ دس دن سوگ کا حکم ہے۔ یہ بھی اس صورت میں کہ حاملہ نہ ہو۔ اگر حاملہ ہو تو خاوند کے مرنے کے چند گھنٹے بعد اگر بچہ پیدا ہو جائے تو سوگ کا سلسلہ ختم ہے اور سوگ صرف یہ ہے کہ عورت زینت والا کپڑا نہ پہنے۔ سرمہ نہ لگائے۔ خوشبو نہ استعمال کرے۔ نہ اس میں مجلس ہے نہ کسی کا انتظار ہے ـــــ اب عورتیں مہینوں تک بین کرتی ہیں۔ آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ باہر سے ہنستی کھیلتی آتی ہیں اور میت کے گھر داخل ہوتے ہی چیخنا چلانا شروع کر دیتی ہیں۔ اور مردوں کی حقہ سگریٹ کی مجلس گرم رہتی ہے۔ اور دنیا کی باتیں ان کا مشغلہ ہوتا ہے۔ نمازی بے نماز سب شامل ہوتے ہیں۔ باہر سے کوئی آیا تو گھٹنے ڈھانکے اور اس بدبودار منہ سے فاتحہ خوانی کی تو کیا کی، بلکہ کلام الٰہی کی بے ادبی کر دی۔

غرض ہم نے موت وحیات کے سب احکام بدل دیئے اور ان کی بجائے رسمی طریقے اختیار کر لیے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ○

زیارتِ قبور

مردوں کے لیے قبروں کی زیارت مسنون ہے کیونکہ اس میں دو فائدے ہیں۔ایک اس سے دل کی نرمی حاصل ہوتی ہے۔ دوم دُنیا سے دل کٹ جاتا ہے، مگر سفر کر کے جانا جائز نہیں۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ۔ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: تین مسجدوں کے سوا کسی مقام کی طرف (ثواب کی نیت سے) سفر نہ کیا جائے: مسجدِ حرام، مسجدِ نبویؐ، مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس)

اس سے عُرسوں، میلوں کے لیے سفر کرنا اور خانقاہوں کی زیارت کے لیے دُور دراز سے جانا منع ہو گیا اور عُرسوں میلوں پر تو ویسے جانا منع ہے۔خواہ سفر نہ بھی ہو۔کیونکہ یہ بدعت ہیں۔نہ قرآن وحدیث سے ان کا ثبوت ملتا ہے نہ خیر قرون میں ان کا نام ونشان تھا اور عورتوں کے لیے زیارتِ قبور اچھی نہیں۔ہاں کوئی صبر وسکون والی اللہ کی بندی ہو تو اس کو منع نہیں کیا جا سکتا، مگر اس کے لیے بھی بہتر نہ جانا ہے۔احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ وغیرہ ملاحظہ ہو)۔

اب لوگوں نے زیارتِ قبور میں بھی کئی طرح سے جدّت وبدعت پیدا کر دی ہیں کہیں پھول چڑھاتے ہیں کہیں ختم پڑھتے ہیں حالانکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ بتایا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اپنی موت کو یاد کرے اور اہلِ قبور کے لیے بخشش ورحمت کی دُعا مانگے دُعائیں بہت آئی ہیں۔سب سے جامع دُعا یہ ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ اَھۡلَ الدِّیَارِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ اِنَّا

إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "اے گھروں والو! مومنو مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ ہم بھی خدا چاہے تمہیں ضرور ملنے والے ہیں، اپنے لیے اور تمہارے لیے خدا سے عافیت مانگتے ہیں۔" [1]

کیفیّتِ نکاح اور اُس کا خُطبہ

نکاح عصر کے بعد مسجد میں پڑھنا بہتر ہے۔ نکاح کے ارکان صرف ایجاب و قبول ہیں۔ لڑکی لڑکے کو کلمے پڑھانے کا جو رواج ہے یہ بدعت ہے۔ لڑکی سے اجازت لینے کے لیے نکاح پڑھنے والے کا ساتھ ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ صرف لڑکی کا ولی خواہ باپ ہو یا کوئی اور لڑکی سے اجازت لے لے۔ بالغہ کا نکاح بغیر اجازت نہ پڑھنا چاہیئے۔ اگر وہ شرم کے باعث نہ بولے، تو اس کا سکوت ہی کافی ہے۔ ایجاب و قبول سے پہلے مندرجہ ذیل خطبہ مسنون ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ [2] ○

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ

---

[1] (نوٹ) یہ مسئلہ کہ مُردے سنتے ہیں یا نہیں اس پر ہم نے مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام سماعِ موتیٰ ہے۔

[2] یہ خطبہ مشکوٰۃ سے لیا گیا ہے بعض کتب میں اس سے کم و بیش الفاظ بھی آئے ہیں۔ ۱۲

فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہی ہیں اور ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ اپنے نفس کی شرارتوں سے پناہ پکڑتے ہیں جس کو خدا ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے جیسا ڈرنا چاہیئے ویسے ڈرو، اور نہ مرو مگر حالتِ اسلام میں۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جس کے نام کے ساتھ تم سوال کرتے ہو۔ اور آپس میں قطع رحمی سے بھی ڈرو۔ بیشک خدا تم پر نگران ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔"

یہ خطبہ پڑھ کر ایجاب قبول کرانا چاہیئے جس کا طریقہ یہ ہے کہ نکاح پڑھنے والا لڑکے کو مخاطب کرتا ہوا کہے کہ میں نے فلاں کی لڑکی مسماۃ فلاں کا نکاحِ شرعی اتنے مہر کے عوض تیرے ساتھ کر دیا۔ کیا تجھے منظور ہے؟ وہ آگے سے کہے منظور ہے۔ بس اتنے سے نکاح ہو جاتا ہے۔ تین دفعہ بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں۔

اگر لڑکا نابالغ ہو تو پھر لڑکے کے ولی کو مخاطب کرتا ہوا کہے کہ فلاں کی لڑکی مسماۃ فلاں کا نکاحِ شرعی اتنے مہر کے عوض فلاں لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ جس کا تو ولی ہے کیا تجھے منظور ہے؟ ولی آگے سے منظوری دے۔ اس کے بعد مجلس دُعا کرے۔ اس موقع پر چھوہارے وغیرہ تقسیم کرنے مسنون ہیں۔ پھینکنے منع نہیں۔ اس کے متعلق ضعیف روایت آئی ہے۔ پھینکنے میں کچھ

بدمزگی پیدا ہوجاتی ہے۔

(۱) نوٹ : مہر کا ذکر ایجاب وقبول کے وقت ضروری نہیں۔اس کے بغیر بھی ایجاب و قبول صحیح ہے۔

(۲) گواہ الگ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں، ساری مجلس ہی گواہ ہے۔ اگر دو الگ گواہ مقرر کر لیے جائیں تو بھی حرج نہیں۔

یہ آیاتِ شفاء

کم از کم ایک مرتبہ روزانہ تلاوت کریں۔ انشاء اللہ
ان کی برکت سے اللہ کریم خصوصاً امراضِ قلب و
ہر قسم کے دیگر روحانی و جسمانی امراض سے مکمل شفاء
عطا فرما دیں گے نیز ہر قسم کی جملہ پریشانیوں
سے محفوظ رکھیں گے۔ مگر اخلاص اور یقینِ
قلب ضروری ہے۔

قارئینِ کرام سے دعائے خیر میں ناشرین
کو یاد رکھنے کی درخواست ہے۔

مرتبہ:

حافظ محمد جاوید روپڑی

بن محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

منجانب: بلال گروپ انڈسٹریز، کراچی۔ لاہور

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورۃ فاتحہ مکی ہے اس کی سات آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ

تمام تعریفیں اللہ کیلیے ہیں، جو پالنہار ہے سب جہانوں کا بہت ہی مہربان

الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ

نہایت ہی رحم والا ہے مالک ہے انصاف کے دن کا ہم تیری ہی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ دکھا ہم کو راستہ

الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

سیدھا راستہ اُن لوگوں کا کیا انعام تُو نے جن پر

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ اٰمِيْن

نہ کہ اُن کا کہ غضب کیا تُو نے جن پر اور نہ گمراہوں کا اے اللہ قبول فرما۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

پارہ نمبر ۱ ———— رکوع اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے۔

الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى

(ش) یہ کتاب نہیں شک اس میں ہدایت ہے

لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

واسطے پرہیزگاروں کے جو لوگ ایمان لائے بن دیکھے

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے اُن کو دیا اس میں سے

يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو نازل کیا

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ

ہم نے آپ پر اور جو نازل کیا آپ سے پہلے، اور وہ آخرت پر بھی

يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ

یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اوپر راہ کے ہیں پروردگار کی

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہی لوگ ہیں نجات پانے والے بے شک جو لوگ منکر ہوئے

منجانب: بلال گروپ انڈسٹریز، کراچی۔ لاہور

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا

برابر ہے ان کو آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں (وہ)

يُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى

ایمان نہیں لائیں گے۔ مہر کر دی اللہ نے اوپر ان کے دلوں کے اور اوپر

سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

ان کے کانوں کے اور اوپر ان کی آنکھوں کے پردہ ہے

وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

اور ان کے لیے عذاب ہے بہت بڑا

آيَةُ الْكُرْسِيِّ

سورۃ البقرۃ ——— آیت نمبر ۲۵۵

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ

اللہ! نہیں کوئی معبود سوائے اسکے زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا۔ نہیں پکڑتی اس کو

سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

اونگھ اور نہ نیند واسطے اسی کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ

الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

زمین کے ہے۔ کون اس کے پاس سفارش کر سکتا ہے مگر اسکی اجازت سے

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا

جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور نہیں

يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ

جان سکتے اس کے علم میں سے کچھ بھی مگر جو وہ خود چاہے۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ

وسیع ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں سے اور نہیں تھکاتی

حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اسکو نگہبانی ان دونوں کی اور وہی ہے بلند مرتبہ سب سے بڑا۔

سُورَةُ الْبَقَرَة

پارہ نمبر ۳ ———— آخری رکوع

لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنْ

اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور تم

تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ

ظاہر کرو اپنے دل کی بات یا چھپاؤ سب حساب لے گا

بِهِ اللَّهُ ۖ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۗ

اللہ ۔ پھر جس کو وہ چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا

منجانب: بلال گروپ انڈسٹریز، کراچی۔ لاہور

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ایمان لایا رسول

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ

جو نازل ہوا ان کی جانب پروردگار کی طرف سے اور مومن لوگ سب

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ

ایمان لائے اللہ پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر ہم اس کے

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ

رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں ڈالتے۔ اور کہا انہوں نے سنا ہم نے اور اطاعت کی

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

ہم نے۔ بخشش مانگتے ہیں تیری اے پروردگار اور تیری ہی طرف ہے لوٹنا۔ نہیں تکلیف دیتا اللہ

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا

کسی شخص کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ واسطے اسی کے ہے جو کمایا اس نے اور اوپر اسکے ہے

اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ

جو کمایا اس نے۔ اے ہمارے پروردگار! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى

اے ہمارے پروردگار! اور نہ رکھ بوجھ اوپر ہمارے بھاری جیسے رکھا تونے بوجھ اوپر ان

الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ

لوگوں کے جو ہم سے پہلے تھے اے ہمارے پروردگار! اور نہ ڈال بوجھ ہم پر ایسا جس کی ہم میں

لَنَا بِهٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ٚ وَاغۡفِرۡ لَنَا ٚ وَارۡحَمۡنَا ٚ

طاقت نہیں ہم کو معاف کردے اور ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما

اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝

تو ہے ہمارا مولیٰ مدد فرما ہماری مقابلے میں کافروں کے۔

سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَاف

پارہ نمبر ۸ ——— آیت ۵۴ تا ۵۶

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ ۚ يُغۡشِى

چھ دنوں میں پھر بیٹھا اوپر عرش کے، ڈھانک

الَّيۡلَ النَّهَارَ يَطۡلُبُهٗ حَثِيۡثًا ۙ وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ

دیتا ہے رات کو دن پر، ڈھونڈتا ہے اسکو شتاب اور پیدا کیا سورج کو اور چاند کو

وَالنُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اَلَا لَـهُ الۡخَـلۡقُ

اور ستاروں کو، کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے خبردار پیدا بھی اُس نے کیا اور

منجانب: بلال گروپ انڈسٹریز، کراچی۔ لاہور

وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ

حکم بھی اُسی کا ہے ۔ بہت ہی برکت والا ہے اللہ پروردگار جہانوں کا ۔ پکارو پروردگار اپنے

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا

کو گڑگڑا کر ، آہستہ آہستہ بے شک وہ نہیں پسند کرتا ۔ حد سے بڑھنے والوں کو اور نہ

تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا

فساد کرو زمین میں بعد اصلاح ہو جانے کے اور پکارو اُسکو ڈر

وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور امید کے ساتھ ، بیشک رحمت اللہ کی قریب ہی ہے نیکی کرنے والوں سے

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ

پارہ نمبر ۱۱ ——— آیت ۱۲۸ / ۱۲۹

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ

البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس رسول تمہاری جانوں میں سے شاق گزرتا ہے اُوپر اس کے

مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ

جو تمہیں تکلیف پہنچتی ہے بہت چاہنے والا ہے تم کو مومنوں کے ساتھ بہت شفقت کرنیوالا

رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ

مہربان ہے ۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں ، پس کہہ دو مجھ کو اللہ ہی کافی ہے ، اُسکے سوا

إِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

کوئی معبود نہیں ہے ۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور وہی بڑے عرش کا مالک ہے ۔

سُورَةُ الرَّعْدِ

پارہ نمبر ۱۳ ——— آیت نمبر ۱۱

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ

اُسکے چوکیدار ہیں ایک آگے سے اور ایک پیچھے سے

يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ

اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے ۔ بیشک اللہ نہیں بدلتا

مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا

کسی قوم کو جب تک وہ خود کو نہ بدلیں جو ان کے دل میں ہے اور جب

أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُمْ

ارادہ کرتا ہے اللہ کسی قوم کو تباہ کرنے کا ۔ پس نہیں ٹال سکتا کوئی اسکو اور نہیں ان کا

مِّنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ ۝

اللہ کے سوا کوئی والی اور کارساز

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

پارہ نمبر ۱۵ ——— آیت ۱۱۰ ، ۱۱۱

منجانب: بلال گروپ انڈسٹریز، کراچی ۔ لاہور

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا

آپ کہدیں اللہ کو پکارو یا پکارو رحمان کو، جس نام سے بھی پکارو

فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ج وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ

گے، اسی کے ہیں سب نام اچھے ۔ اور نہ بلند کر آواز اپنی نماز میں

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝

اور نہ بہت آہستہ اور اختیار کریں آپ درمیان کی راہ

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ

اور آپ کہدیں سب تعریفیں اللہ کو سزاوار ہیں، جس نے نہیں رکھی اپنی اولاد اور نہیں

يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ

کوئی اس کا حصے دار بیچ بادشاہت کے اور نہ ہی کوئی اس کا

وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

مددگار ہے، ذلت سے بچانے والا اور اسکی بڑائی بیان کرتا رہ بڑا جان کر

سُوْرَةُ يٰسٓ

پارہ نمبر ۲۲ ———— آیت نمبر ۹

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ

اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور انکے

خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

پیچھے دیوار پھر ڈھانک دیا اُن کو پس وہ دیکھ ہی نہیں سکتے

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ

پارہ نمبر ۲۳ ——— آیت ۱ تا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

شروع اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ○ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ○ فَالتّٰلِيٰتِ

قسم اُن فرشتوں کی جو قطار لگا کر صف باندھتے ہیں۔ پھر اُن فرشتوں کی جو جھڑک کر ڈانٹتے ہیں۔ پھر اُن کی جو قرآن

ذِكْرًا ○ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ط ○ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

کی تلاوت کرتے ہیں۔ بے شک تمہارا الٰہ (معبود) ایک ہے پروردگار آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ط ○ اِنَّا

اور زمینوں کا اور جو کچھ ان میں ہے اور پروردگار مشرقوں کا ہم نے

زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ○

زینت دی آسمان دنیا کو زینت ساتھ ستاروں کے

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ○ لَا يَسَّمَّعُوْنَ

اور حفاظت کے لیے ہر شیطان سرکش سے نہیں سُن سکتے

منجانب: بلال گروپ انڈسٹریز، کراچی۔ لاہور

إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ ۝

باتیں ملائکہ کی بلندیوں سے اور ہر طرف آگ کے کوڑے مار کر ہانک دیئے جاتے ہیں،

دُحُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۝ إِلَّا مَنْ

ہر زمانے میں اُن کے لیے عذاب ہے لازم ہو جانے والا مگر کوئی

خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝

شیطان کبھی موقع پا کر کوئی بات لیجاتا ہے پس پیچھے لگتا ہے اُسکے شعلہ چمکتا ہوا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَم مَّنْ خَلَقْنَا ۚ

آپ پوچھیں ان کافروں سے ان کا دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے یا جو ہم پیدا کر چکے ہیں

إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ۝

تحقیق ہم نے پیدا کیا اُن کو مٹی چپکنے والی سے۔

سُورَةُ الرَّحْمَٰنِ

پارہ نمبر ۲۷ ———— آیت ۳۳ تا ۳۵

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن

اے گروہ جنوں اور انسانوں کے۔ اگر طاقت رکھتے ہو تم کہ نکل کر

تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا ۚ

بھاگ جاؤ کناروں سے آسمانوں اور زمین کے تو نکل بھاگو

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ﴿۳۳﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

نہیں بھاگ سکو گے مگر ساتھ سند کے پھر کون کون سی نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ یُرْسَلُ عَلَیْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ۬

جھٹلاؤ گے بھیجے جائیں گے اُوپر تمہارے شعلے آگ کے صاف

وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۚ﴿۳۵﴾

اور دھوئیں وا۔ پھر تم نہیں روک سکو گے

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

پارہ نمبر ۲۸ ——— آیت ۲۱ تا ۲۴

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ

اگر نازل کرتے ہم اس قرآن کو اوپر پہاڑ کے دیکھتا تو

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ

اسکو ڈرسے ہو جاتا ریزہ ریزہ خوف الٰہی سے اور یہ

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

مثالیں بیان کرتے ہیں ہم لوگوں کے لیے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ

وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی الہ معبود نہیں جاننے والا غیب

منجانب: بلال گروپ انڈسٹریز، کراچی۔ لاہور

وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ

اور حاضر کا وہی ہے بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا وہی ہے اللہ

الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ

جس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بادشاہ ہے بہت پاک سب عیبوں سے سلامت

الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ

امان دینے والا نگہبان غالب زبردست صاحب بڑائی کا

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ

پاک ہے اللہ اس چیز سے جو شریک لاتے ہیں وہی ہے اللہ پیدا کرنے والا

الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ

درست کرنے والا صورتیں بنانیوالا اسی کے ہیں سب نام اچھے حمد بیان کرتے

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

ہیں اسکی سب آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے اور وہی ہے غالب حکمتوں والا

سُوْرَةُ الْجِنِّ

پارہ نمبر ۲۹ ———— آیت ۱ تا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے ۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

آپ کہدیں وحی کی گئی طرف میری کہ سُنا قرآن جنوں کے گروہ نے

فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ یَّهْدِیْٓ

پس کہا انہوں نے کہ سُنا ہم قرآن عجیب راستہ دکھاتا ہے

اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ

بھلائی کا پس ایمان لائے ہم اس پر اور ہرگز نہ شریک کریں گے پروردگار

اَحَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ

کے ساتھ کسی کو اور بہت اونچی شان ہے ہمارے رب کی نہیں بنائی اس نے

صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ

اپنی بیوی اور نہ کسی کو بیٹا اور یہ کہ ہم کہتے تھے

سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۙ

بے وقوف اوپر اللہ کے جھوٹ

تمّت بالخیر

منجانب: بلال گروپ انڈسٹریز، کراچی۔ لاہور

حاضر سٹاک کی صورت میں ملنے کے پتے

محمد حمید اللہ

- بلال گروپ آف انڈسٹریز۔۔ ۸۸۔اے مین گلبرگ۔ لاہور
فون نمبر: ۶۔۵۷۱۶۱۳۴ فیکس: ۵۷۱۱۵۳۰

سید افضال جاوید، مظہر شفیع خان، محمد صادق پٹیل

- بلال گروپ آف انڈسٹریز۔۔ ۱۰۔سی فیلڈ روڈ۔ کراچی
فون نمبر: ۲۶۱۱۔۔۵۶۶/۲۸۴۸۔۵۶۶ فیکس: ۶۶۸۵۔۵۶۷

- حافظ محمد جاوید روپڑی / حافظ عبدالغفار روپڑی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
جامع مسجد قدس اہلحدیث۔ رحمٰن گلی نمبر ۵
چوک دالگراں۔ لاہور فون: ۷۶۵۶۷۳۰۔۷۶۷۰۹۶۸
فیکس: ۷۶۵۹۸۴۷

یہ کتاب وقف فی سبیل اللہ ہے اس کی خرید و فروخت منع ہے

حرف مُدعا

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے بلال گروپ آف انڈسٹریز کے مالکان کو یہ توفیق دی کہ وہ دین حنیف کی تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کیلئے ایسی جامع کتب صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے شائع کر رہے ہیں جنکی اہمیت وافادیت مسلمہ ہے۔ اور ان سے صاحب ذوق مسلمان استفادہ کر رہے ہیں۔

اس کتاب کی افادیت کا تقاضا ہے کہ یہ ہر مسلمان مرد و عورت کے ہاتھ میں پہنچے۔ تاکہ وہ اسکی رہنمائی میں سیدھی راہ پر چل کر فلاح دارین پالے۔

اس کتاب سے مستفیض ہونے والے حضرات سے درخواست ہے

کہ وہ بلال گروپ آف انڈسٹریز کے مالکان

بلال احمد ملک، محترمہ تاج بیگم ملک مرحومہ، افتخار احمد ملک، سرفراز احمد ملک، الیاس احمد ملک، وقار احمد ملک اور مسز عائشہ انور بیگ کے تمام اعمالِ صالحہ کی قبولیت اور انکی تمام لغزشوں وخطاؤں کی بخشش اور دنیا و آخرت کی بھلائی کیلئے دُعا کریں۔

ھدیہ منجانب: **بلال گروپ آف انڈسٹریز**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کو پڑھنے اور اس سے فائدہ
اُٹھانے والے حضرات سے
درخواست ہے کہ وہ

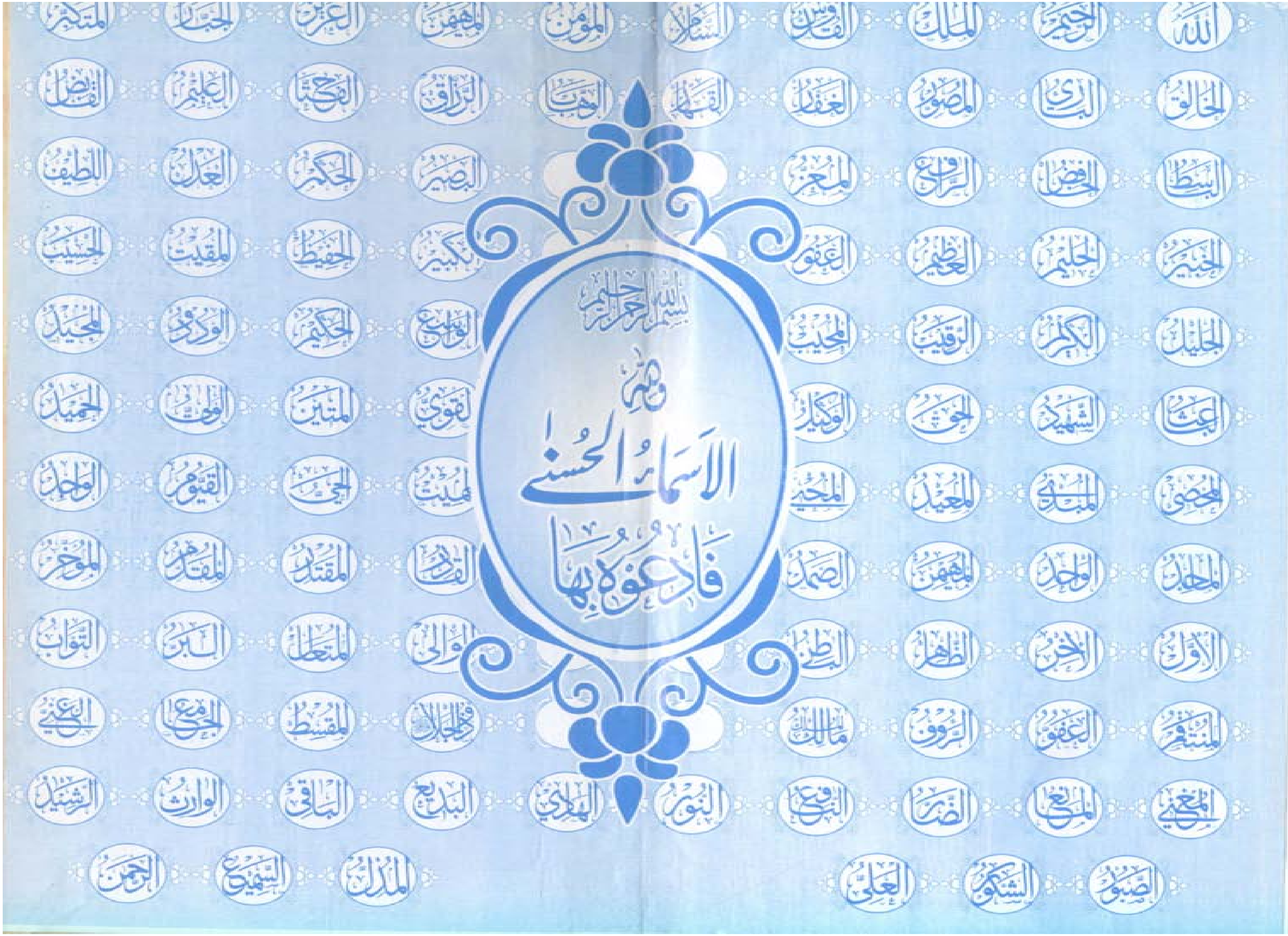
بلال گروپ آف انڈسٹریز

کے

مالکان، ان کے والدین، آل اولاد
اور اہل وعیال کو اپنی دُعاؤں میں ہمیشہ
یاد رکھیں، خصوصاً یہ دعا کہ اللہ تعالیٰ انکی
تمام لغزشیں معاف فرمائے۔ حسنات
قبول کرے اور خاتمہ بالخیر کرے۔

ثُم آمین

وقف


بسم الله الرحمن الرحيم
ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها

وقفٌ فی سبیلِ اللہ

ہدیہ منجانب

بلال گروپ آف انڈسٹریز

لاہور کراچی

۱۰ـ سی فیلڈ روڈ، کراچی ــ ۱۸۸ ـ اے مین گلبرگ، لاہور

Tel: 5716134-6 Tel: 512529

Fax: 5711530 513311